رجسٹر نمبر ایل ١٧٧٥

قال اللہ تعالیٰ وقرآنا فرقناہ لتقرأہ علی الناس علیٰ مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت موصوفہ دال ست برنافعیت تعلیم تدریجی برائے

عامۂ ناس حاضر باشد یا بادی ٭ نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست

بر مقاصد و مبادی ٭ پس اتباعاً للنص المذکور صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

مسمّٰی بہ

الہادی

جلد ۹ | بابت رجب المرجب ١٣٤٧ھ | نمبر ۳

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب و جادی و مذکر ست ہر مجلس و

نادی و مسکن ست برائے ہر رائح و صادی ٭ بصورت تجربہ سالۂ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ و

حل اشعارات کلید مثنوی و تشرف و حیوة المسلمین و سیرة الصدیق کہ اکثر آں مستفاد ست

از درگاہ ارشادی یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ٭ باداره محمد عثمان عفی عنہ ٭ در شہر ماہ ہلالی

در محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی بنرخ فی صد میگردد

ملہ ہذا التفسیر العام ماخوذ من الحدیث اقض بیننا بکتاب اللہ وقضی بالرجم ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۴۲ھ

جو برکت دعاء حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

اصول و مقاصد رسالہ "الہادی" اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصد امۃ محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ عین تاریخ ہی پر شائع ہوتا ہے۔

(۳) رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۰ھ سے یہ رسالہ بجائے ماہانہ تین جزو کا کردیا گیا ہے اور قیمت سالانہ وہی دو روپے آٹھ آنے (عہ) ہے۔

(۴) سوائے ان صاحبان کے جنکی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے دو روپے دس آنہ کا وی۔پی روانہ ہوگا جس پر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا اور دو روپے بارہ آنہ کا وی۔پی پہنچیگا

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونے کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک جنکی قیمت نہ پہنچیں گی یا۔ وی۔پی کی اجازت نہ دیں گے۔ دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائے گا۔

(۶) جو صاحب امسال میں خریدار ہوں گے انکی خدمت میں کل پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول سنہ ۱۳۴۲ھ سے بھیجے جائیں گے اور ابتداء رسالہ سے خریدار بھیجے جائیں گے۔ اور اگر الہادی کی جلد اول و دوم و سوم و چہارم درکار ہو طلب فرمائیں مگر اسکی قیمت فی جلد تین روپے ہو علاوہ محصول ڈاک

الراقم

محمد عثمان - مالک و مدیر رسالہ "الہادی" دہلی

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مسکین نہیں ہے جسکو ایک دو لقمہ اور ایک دو چھوارہ در بدر پھراتا ہے مسکین تو وہ شخص ہے کہ نہ اوس کے پاس اتنا ہے کہ اسکو بے نیاز کردے اور نہ کوئی اوسکو مسکین سمجھتا ہے کہ صدقہ دیدے اور نہ کھڑا ہو کر مانگتا ہے اسکو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوس آدمی نے فلاح پائی کہ مسلمان ہوا اور ضرورت کے قابل روزی عطا کیا گیا۔ اور اللہ نے اوسکو جو کچھ عنایت فرمایا اوسپر قناعت نصیب کی اسکو ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے خوش عیش ہے اوس شخص کے لیے کہ اسلام کی ہدایت دیا گیا اور اس کا گزران ضرورت کے قابل ہے اور قناعت نصیب ہوئی اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور حاکم نے بھی روایت کیا اور شرط مسلم پر صحیح کہا ہے۔

۵۱

اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی آدم تو اگر حاجت سے زیادہ کو خرچ کردے تو یہ تیرے واسطے بہتر ہے اور تیرا اوسکو روکنا تیرے لیے برا ہے اور تو کفاف (کے روکنے) پر ملامت نہیں کیا جائے گا اور خرچ فاضل کو شروع کر ان لوگوں سے جن کی عیالداری کرتا ہے اور عالی ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے اسکو مسلم ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ ف از مصنف کفاف وہ رزق ہے کہ سوال سے روک دے قناعت کے ساتھ قدر حاجت سے زاید نہ ہو۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو نصیحت فرمائیے اور مختصر فرمائیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ چیز لوگوں کے ہاتھ میں ہے اوس سے نا امیدی کو اپنی اوپر لازم کرلے (یعنی کسی سے امید نہ رکھو) اور لالچ سے بچ اس واسطے کہ

کہ یہ تو سرو ست ہی فقر ہے اور اون باتوں سے بچ جن سے معذرت کیجاتی ہے اسکو حاکم نے
اور بیہقی نے کتاب الزہد میں روایت کیا ہے اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے مصنف کہتے
ہیں حاکم نے ایسا ہی کہا ہے (مصنف کا یہ کہنا اسطرف اشارہ ہے کہ مصنف کے نزدیک
اس کی سند کے صحیح ہونے میں کچھہ کلام ہے) اور حضرت عبداللہ بن محصن خطمی رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایسی حالت میں صبح کی
کہ اپنے بہٹ میں امن سے ہے اور اپنے بدن میں تندرست ہے اور اوس دن کا
خرچ اِس کے پاس ہے (وہ شخص ایسا ہے کہ گویا اس کے لئے دنیا مع اپنی توابع کے
جمع کردی گئی اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن غریب کہا ہے اِس حدیث میں لفظ
سِرب واقع ہوا ہے میں نے اپنی پہلی معلومات سے اس کا ترجمہ بہٹ کیا ہے جو جہوٹے سے
گہر سے کنایہ ہے مگر مصنف نے اس کا ترجمہ اُس کا نفس فرمایا ہے اللہ اعلم اونہوں نے
نفس کو روح کے لیے بہٹ خیال فرمایا ہوگا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ انصار میں سے ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے
کچھہ طلب کیا آپ نے فرمایا کیا تیرے گہر میں کچھہ بھی نہیں ہے اوس نے عرض کیا البتہ حضرت ایک
موٹا کمبل ہے کہ ہم کچھہ بچہا لیا کرتے ہیں اور کچھہ اوڑھہ لیتے ہیں اور ایک پیالہ ہے کہ ہم
اوس میں پانی پی لیتے ہیں آپ نے فرمایا اون دونوں کو میرے پاس لے آؤ - وہ
اون دونوں چیزوں کو لے آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون دونوں کو اپنے دست
مبارک میں لیکر فرمایا ان دونوں کو مجھہ سے کون خریدتا ہے - ایک شخص نے عرض کیا
میں اِن دونوں کو ایک درہم میں (کہ ۳؍ آنہ کا ہوتا ہے) خریدتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ایک درہم سے کون زیادہ دیتا ہے دو یا تین مرتبہ فرمایا تب ایک
آدمی نے عرض کیا میں اِن دونوں کو دو درہم میں لیتا ہوں (اسی حدیث سے سند
نیلام کی ہے) آپنے وہ دونوں چیزیں اوس شخص کو دیدیں اور وہ دونوں درہم لیکر اوس
انصاری کو دیکر فرمایا ایک کا اناج لیکر اپنے گہر ڈال اور دوسرے کا ایک کلہاڑا خرید کر
میرے پاس لا وہ لایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس میں دستہ اپنے دست مبارک

۵۲

سے ڈال دیا اور فرمایا جاؤ لکڑیاں جمع کرو اور بیچو اور ہم تمکو آ روز نہ دیکھیں اوس نے
ایسا ہی کیا۔ پھر حاضر ہوا کہ (اس عرصہ میں) دس درہم کمائے تھے کچھ کا کپڑا خرید لیا اور
کچھہ کا غلہ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہہ تیرے واسطے اِس سے بہتر ہوا
کہ سوال کی وجہ سے تو قیامت کے دن اپنے چہرہ پر دھبا لاتا سوال کرنا کسیکو جائز نہیں
ہے بجز تین آدمیوں کے۔ فقیر خاک آلود۔ اور رسوائی کنندہ تاوان کی برداشت کرنیوالا
اور دردناک خون بہا دینے والا۔ اِس حدیث کو ابوداؤد اور بیہقی نے بطور روایت
کیا ہے۔ لفظ ابوداؤد کے ہیں اور ترمذی و نسائی نے صرف پیالہ کے بیچنے کا قصہ
روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے۔

اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقینی بات ہے کہ تم میں سے کوئی آدمی اپنی رسیوں کو لیکر لکڑیوں کا
گٹھا کمر پر لا کر بیچکر اسکی (مدد سے) اپنی چہرہ کو (گھرونٹوں کی مذلت سے) روکے اِس سے
بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے وہ دیں یا منع کریں اسکو بخاری ابن ماجہ وغیرہ
نے روایت کیا ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے
کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک یہ کہ کوئی تم میں سے کمر پر لکڑیاں
لائے اوسکے لیے بہتر ہے اِس سے کہ کسی سے مانگے وہ اوسکو دے یا منع کرے۔
اسکو امام مالک بخاری مسلم ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے۔ اور حضرت مقداد بن
معدیکرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص نے کوئی کھانا
ایسا نہیں کھایا جو اپنی ہات کی کمائی کے کھانے سے بہتر ہو اور اللہ کے نبی داؤد علیہ
السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا کرتے تھے اسکو بخاری نے روایت کیا ہے۔

اس امر کی ترغیب کہ اگر کسی کو نوبت فاقہ کی پہنچے تو خدا سے مدد طلب کرے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص پر فاقہ آگیا اوس نے اوسکو لوگوں سے مدد لیکر

رفع کرنا چاہا اوس کا فاقہ بند نہ ہوگا اور جس نے اسکو بند کرنے کے لیے خدا سے مدت چاہی تو اللہ پاک جلد اسکو بند کردے گا رزق عاجل یا آجل سے اسکو ابوداؤد و ترمذی نے نقل کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ثابت ہے اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح الاسناد کہا ہے مگر اون کے یہ الفاظ ہیں کہ اللہ اوسپر غنا بھیجدیں گے فوری موت سے یا آیندہ استغنا سے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بھوکا ہوا یا حاجتمند ہوا اور اس نے لوگوں سے چھپایا۔ اور پروردگار سے ظاہر کیا اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اوس کے لیے ایکسال کا خرچ حلال کمائی سے کھولدے اسکو طبرانی نے صغیر اور اوسط میں روایت کیا ہے۔

بغیر خوشی دل کے جو چیز دیجاوے اوسکے لینے سے ترہیب

۵۴ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ جناب نے فرمایا کہ یہ مال سبز یعنی خوش منظر اور شیریں ہے پس جس شخص کو ہم نے اپنی خوشی دل سے اور اوس کی اچھی طمع سے بغیر مزید حرص کے کچھ دیا اوس شخص کو اوس میں برکت دی جائے گی اور جسکو ہم نے کچھ بغیر خوشی دل کے اور بغیر اوسکی اچھی طمع کے زیادتی حرص کی وجہ سے دیا اوسکو اوس میں برکت نہیں دیجاوے گی۔ اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور امام احمد اور بزار نے جزو اخیر کو اسی کے مثل سند حسن سے روایت کیا ہے اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوال کرنے میں اصرار مت کرو خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ تم میں سے کوئی مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے اور صرف اس کے سوال کی وجہ سے مجکو کچھ نکالنا پڑے اور مجکو وہ ناگوار ہو اور اوس شخص کے لیئے اوس میرے عطیہ میں برکت ہو۔ اسکو مسلم نسائی حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے شرط شیخین پر صحیح کہا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (اثناء کلام میں)

فرماتی ہیں میںنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے میں (خدا کے مال کا) صرف خزانچی ہوں بس جس شخص کو میں اپنی خوشی دل سے دیتا ہوں اوس کے لیے اوس میں برکت دی جاتی ہے اور جسکو اوس کے سوال اور مزید حرص کی وجہ سے دیتا ہوں وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ کہائے اور سیر نہ ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوال میں اصرار نہ کرو اس لیے کہ جو ہم سے اپنے اصرار سے کچھہ نکلواتا ہے اوسکو اوس میں برکت نہیں دی جاتی۔ اسکو ابو یعلی نے روایت کیا ہے اور اوس کے راوی سند صحیح میں حجت لیئے جاتے ہیں۔ اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض آدمی میرے پاس آتا ہے مجھہ سے مانگتا ہے میں اوسکو دیدیتا ہوں اور وہ چلا جاتا ہے مگر وہ اپنی گود میں بجز آگ کے کچھہ نہیں بہرتا۔ اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

۵۵

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونا تقسیم فرمارہے تھے اتفاقاً آپ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو دیجیے آپنے اُسکو دیا پہر عرض کیا اور زیادہ دیجیے آپنے اور زیادہ دیا تین مرتبہ ایسا ہی مانگا اور دیا پہر جب مڑکر واپس ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض آدمی میرے پاس آکر مانگتا ہے میں اوسکو دیتا ہوں وہ پہر مانگتا ہے میں پہر دیتا ہوں آپنے تین مرتبہ فرمایا پہر میرے پاس سے واپس ہوتا ہے کہ اوس کی جھولی میں آگ بہری ہوئی ہوتی ہے جب اپنے گہر جاتا ہے اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے فلانے شخص کو دیکھا کہ شکر کرتا تھا ذکر کرتا تھا کہ جناب اوسکو دو دینار عطا فرمائے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر فلانا شخص اوسکو میں نے دس سے لگا کر سو تک دیئے اوس نے شکر نہیں کیا نہ وہ اوسکو کہتا ہے تم لوگوں

سے کوئی شخص اپنی حاجت کو مجھ سے نکالتا ہے اوسکو بغل میں لیے ہوئے کچھ نہیں ہوتا بجز آگ کے (یعنی اپنے مطلب کو نہیں بہولتا اور آخرت کے عذاب کو بہول جاتا ہے) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اونکو کیوں دیتے ہیں آپنے فرمایا وہ مانگنے سے نہیں مانتے اور اللہ تعالیٰ میرے واسطے بخل سے انکار فرماتا ہے۔ اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور اسی حدیث کو امام احمد اور ابو یعلی نے ابو سعید کی روایت سے نقل کیا ہے جو پہلے گذر گئی۔

جس شخص کے پاس کوئی چیز بلا طمع اور بلا سوال آئے خصوصًا حاجت کے وقت اُسکے قبول کرنے کی ترغیب اور واپس کرنیسے ترہیب اگرچہ ضرورت نہو

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو عطا فرماتے میں عرض کرتا کہ مجھ سے زیادہ حاجت مند کو دیدیجئے کہتے ہیں آپ فرماتے اسے لیلو۔ جب اس مال میں سے کچھ تمہارے پاس بلا لالچ اور بغیر سوال کے آیا کرے اوسے لے لیا کرو اور تمول حاصل کیا کرو پھر چاہو کہایا کرو چاہو خیرات کیا کرو اور جو اس طرح نہ آوے اوسکے پیچھے اپنے نفس کو مت لگاؤ۔ سالم بن عبد اللہ کہتے ہیں اسیواسطے حضرت عبد اللہ کسی شخص سے کچھ نہیں مانگتے تہے نہ کسی چیز کے لینے سے انکار کرتے تہے اسکو بخاری مسلم نسائی نے روایت کیا ہے۔

۵۶

اور حضرت عطار بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس عطا بھیجی اوسکو حضرت عمر نے واپس کر دی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا تم نے کیوں واپس کر دی حضرت عمر نے عرض کیا کیا آپنے یہ نہیں فرمایا تہا کہ ہم لوگوں کے حق میں یہ بہتر ہے کہ کوئی کسی سے کچھ نہ لے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو جب ہے کہ سوال کر کر لے اور جو بغیر سوال کے ہو وہ تو خدا کا رزق ہے اللہ تعالیٰ تمکو دیتا ہے بس حضرت عمر نے فرمایا قسم ہے اوس ذات پاک کی

کہ میری جان اوس کے قبضہ میں ہے کسی سے کوئی چیز نہیں مانگونگا اور جو چیز بلا سوال آئے گی ہرگز رد نہ کروں گا اسکو امام مالک نے اسی طرح مرسل نقل کیا ہے اور بیہقی نے زید بن اسلم سے بواسطہ اپنے باپ کے روایت کیا ہے کہتے ہیں میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالے عنہ سے سنا فرماتے تھے اور مضمون بالا روایت کیا۔ اور مطلب بن عبد اللہ بن حنطب رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عامر نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا کی خدمت میں کچھ خرچ اور کپڑا بھیجا آپ نے قاصد سے فرمادیا کہ اے بیٹا ہم کسی سے کچھ نہیں لیتے جب قاصد چلا گیا فرمایا اسکو میرے پاس واپس لاؤ (خادم) واپس لائے آپ فرمانے لگیں مجھکو ایک بات یاد آگئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا اے عائشہ جو تمکو کوئی عطا بغیر سوال کے دے اسکو قبول کر لو۔ وہ رزق ہے اللہ تعالے نے تمہارے پاس بھیجا ہے اسکو امام احمد اور بیہقی نے روایت کیا ہے امام احمد کے راوی ثقہ ہیں مگر ترمذی کہتے ہیں امام بخاری فرماتے ہیں ہم نہیں جانتے ہیں کہ مطلب بن عبد اللہ نے صحابہ میں سے کسی سے کچھ نہیں سنا۔ مگر اون کا یہ قول سنا ہے کہ مجھ سے اوس شخص نے حدیث بیان کی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ میں حاضر تھا اور میں نے عبد الرحمن سے سنا ہے کہتے تھے ہم نہیں جانتے ہیں کہ مطلب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی سے سماع ثابت ہو صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ مطلب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تو روایت کیا ہے اور حضرت عائشہ کے بارہ میں ابو حاتم تو کہتے ہیں کہ مطلب نے حضرت عائشہ کو نہیں پایا اور ابو زرعہ کہتے ہیں کہ یہ شخص ثقہ ہے میں امید کرتا ہوں کہ حضرت عائشہ سے سنا ہوگا اب اگر مطلب نے حضرت عائشہ سے سنا ہے تب تو اسناد متصل ہے اور اگر نہیں تو قاصد کا نام نہیں بیان کیا اللہ اعلم اور واصل بن عطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ جناب نے مجھ سے فرمایا تھا کہ تجھے یہ ہی بہتر ہے کہ لوگوں میں سے کسی سے کچھ نہ مانگے آپ نے فرمایا یہ تو جب ہے کہ تم مانگو اور جو تم کو اللہ تعالے نے بغیر سوال تمہارے پاس بھیجا یا وہ تو رزق ہے اللہ تعالے نے تم کو بھیجا ہے (وہ

اس میں داخل نہیں ہے) اسکو طبرانی اور ابو یعلیٰ نے ایسی سند سے روایت کیا ہے کہ اوس میں کچھہ اندیشہ نہیں ہے۔

اور حضرت خالد بن علی جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے جس کسی کے پاس اوس کے بھائی کی جانب سے کوئی احسان بغیر سوال اور طمع نفس کے پہنچے اوسکو قبول کرلے اور واپس نہ نہ کرے وہ تو رزق ہے اللہ تعالےٰ غالب اور بزرگ نے اسکو بھیجا ہے اسکو امام احمد نے سند صحیح سے اور ابو یعلی اور طبرانی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ صحیح الاسناد ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نے فرمایا جس کسیکو اللہ تعالیٰ نے اس مال میں سے کچھہ بغیر سوال کے عنایت فرمایا اوسکو قبول کر لینا چاہیئے کہ وہ تو رزق ہے خدا نے اوس کے پاس بھیجا ہے اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی حدیث صحیح میں قابل حجت ہیں اور عابد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جناب نے ارشاد فرمایا جس شخص کے لیے اس رزق میں سے کچھہ بغیر طلب اور نفس کی خواہش کے پیش کیا اوس کے ساتھ اپنے رزق میں وسعت کر لینا چاہیئے اب اگر وہ غنی ہے تو اُسکو اوس شخص کیطرف بھیج دینا چاہیئے جو اوس سے زیادہ حاجتمند ہے اسکو امام احمد اور طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے امام احمد کی راوی کھرے قوی ہیں۔حضرت عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مینے اپنے والد بزرگوار سے دریافت کیا اشراف نفس کیا ہے فرمایا وہ یہ ہے کہ تو کہے کہ فلانا میرے پاس بھیجے گا فلاں میرے ساتھ سلوک کرے گا (غرض دل منتظر رہنا)

58

لوجہ اللہ بجز جنت کے مانگنے اور لوجہ اللہ مانگنے والے کو منع کرنیسے ترہیب

حضرت ابو موسےٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

لوگوں نے آپکو ایک ایسے مکان میں اُتار دیا جہاں ایک جن تھا بہت تکلیف پہنچار کھی تھی اور اسکی وجہ سے وہ مکان بالکل خالی چھوڑ دیا گیا تھا جب حضرت رات کو تہجد میں اُٹھے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ مکان اندر سے بند ہے کنڈی لگی ہوئی ہے اور نہ معلوم کہاں سے ایک آدمی آیا اور اس نے سلام کیا اور مصافحہ کر کے بیٹھ گیا۔ حضرت نے تعجب سے پوچھا تم کون ہو اور کدھر سے آئے ہو اوس نے عرض کیا میں ایک جن ہوں اور میری ہی وجہ سے یہ مکان خالی پڑا ہے مجھے حضرت سے ملنے کا اشتیاق تھا اسلیئے زیارت کو آیا ہوں۔ حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ ہم سے محبت کا دعوے اور یہ ناشایستہ حرکت تم کو خدا کا خوف نہیں کہ لوگوں کو تکلیف دیتے ہو اوسنے وعدہ کیا کہ میں اب کسیکو تکلیف نہ دونگا۔ اس کے بعد وہ جن اس مکان سے چلا گیا اور وہ مکان آباد ہو گیا تو حضرت کا یہ اثر جن پر خدا تعالے کی تابعداری کرنے کی وجہ سے تھا۔ تواریخ کی کتابوں میں یہ حکایت لکھی ہے کہ حضرت عمرو بن العاص نے جب مصر فتح کیا تو ایک بار دریائے نیل خشک ہو گیا لوگوں نے آپ سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ کبھی پہلے بھی ایسا ہوا ہے اور لوگ ایسے وقت کیا کرتے ہیں لوگوں نے کہا یہاں یہ رسم ہے کہ جب دریائے نیل خشک ہو جاتا ہے تو لوگ ایک کنواری لڑکی کو بناؤ سنگار کر کے اسمیں ڈال دیتے ہیں دریائے نیل پھر جوش مار کر بہنے لگتا ہے۔ آپ نے فرمایا اسلام کے آنے کے بعد اب ایسا کبھی نہ ہوگا اور یہ سب حال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا حضرت عمر رضنے اپنا ایک رقعہ دریائے نیل کے نام لکھ کر بھیجا جس کا یہ مضمون تھا کہ اگر تو اپنی خوشی سے چلتا ہے تو ہمکو تیری حاجت نہیں۔ اللہ تعالے رزق پہنچانے والے ہیں اور اگر خدا کے حکم سے چلتا ہے تو شیطان کے تصرف سے کیوں بند ہوتا ہے اس رقعہ کے ڈالتے ہی دریا کو جوش ہوا اور ہمیشہ کے لیے بہنے لگا اور وہ بُری رسم موقوف ہو گئی۔ یہ ساری برکت حضرت خدا تعالے کے تابعدار بنجانے کی ہے حقیقت میں جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضامندی طلب کرتا ہے اوس کے لیے سب باتیں آسان ہو جاتی ہیں غرضکہ ثابت ہو گیا کہ عبادت ہی آرام کا سبب ہے اور گناہ تکلیف کا سبب ہے۔ آجکل اول تو گناہ کو مصیبت اور

تکلیف کا سبب ہی نہیں سمجھتے اور اگر کوئی یہ سمجھتا بھی ہے تو اپنے گناہ کو نہیں بلکہ دوسروں کے
گناہوں چنانچہ جب کوئی مصیبت آتی ہے تو اپنے گناہ کو نہیں دیکھتے بلکہ دوسروں کی نسبت
یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ مصیبت انکی وجہ سے آئی ہے پہلے بزرگوں کی حالت اس کے
خلاف تھی اون کا یہ خیال تھا کہ جب کوئی مصیبت آتی تو یہ خیال کرتے تھے کہ ہمارے
ہی گناہوں کی وجہ سے بلا آئی ہے حضرت ذوالنون مصریؒ سے لوگوں نے عرض کیا
کہ حضرت بارش نہیں ہوتی دعا کیجیے فرمایا کہ میں سب سے زیادہ گنہگار ہوں شاید
بارش میری وجہ سے نہیں ہوتی میں یہاں سے چلا جاتا ہوں بارش ہو گی چنانچہ وہاں سے
چلے گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میری وجہ سے مخلوق پر عذاب نہ دیجیے
بارش نازل کر دیجیے بس یہ کرنا تھا کہ بارش ہو گئی۔ ہم لوگوں کو اپنے گناہوں پر نظر
کرنا چاہیے مگر آجکل بجائے گناہ کے اپنی خوبیوں پر نظر ہوتی ہے۔ حالانکہ وہ خوبیاں ہی کیا
ہیں اور اسکی خبر نہیں کہ ہماری نیکیاں خدا تعالیٰ کی درگاہ کے قابل ہرگز نہیں ہو سکتیں
تو بس یہ سب ہمارا دعویٰ اور گمان ہی ہے یہ لوگ اپنے جن نیک کاموں پر ناز گھمنڈ
کرتے ہیں وہ صرف ان کے گمان ہی میں نیک ہیں ورنہ حقیقت میں بے قاعدہ ہونے
کی وجہ سے وہ قبول ہونے کے لائق بھی نہیں۔ مثال کے طور پر مجھے یاد آیا کہ ایک
صاحب مجھکو بے طریقہ پنکھا جھلنے لگے مجھکو ناگوار ہوا اب وہ صاحب تو سمجھتے ہوں گے
کہ ہم خدمت کر رہے ہیں اور آرام دے رہے ہیں مگر یہاں اور اولٹی تکلیف ہو رہی ہے
اور بعض لوگ اپنے ہی گناہوں کو مصیبتوں کا سبب سمجھکر عبادت اور توبہ میں مشغول ہوتے
ہیں مگر اس عبادت اور توبہ میں پہلے ہی سے یہ نیت ہوتی ہے کہ جب یہ مراد حاصل ہو جائے گی
تو اسکو چھوڑ دیں گے جیسے طاعون کے زمانہ میں بہت لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ مگر جہاں
طاعون ختم ہوا اس کے ختم کے ساتھ ہی نماز کو بھی چھوڑ دیتے ہیں یہ تو بالکل دھوکہ کی
صورت ہو گئی اسی کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے
تو ہم سے اُٹھتے بیٹھتے ہر حالت میں دعائیں مانگتا ہے اور جب اوس کی تکلیف
جاتی رہتی ہے تو اوسکی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ گویا تکلیف دور کرنے کے لیے

۸

ہم سے دعا ہی نہ مانگی تھی ہمارے ایسے برتاؤ کی سزا تو بہت سخت ہونا چاہیے تھی مگر یہ اونکی رحمت اور عنایت ہے کہ اتنی خطاؤں اور شوخیوں کے ہوتے ہوئے بھی روزی اور تندرستی ویسے ہی باقی رکھتے ہیں

(۲۲) غرضکہ ثابت ہوگیا کہ گناہ کا اصلی اثر گناہ کے وقت بھی اور انجام کار بھی تکلیف ہی تکلیف ہے تو ایسی چیز میں لذت ہی کیا ہوئی پس گناہ میں لذت ہونے کا شبہ جاتا رہا اور گناہ کرنے کے لیے کوئی سچ مچ کا عذر نہ رہا۔ اور ثابت ہوگیا کہ گناہ ہلکا سمجھنے کی چیز نہیں نہ تو اعتقاد میں ہلکا سمجھے کیونکہ یہ کفر ہے اور نہ برتاؤ میں کیونکہ یہ دینداری اور عقل کے خلاف ہے حدیث میں ہے کہ ایماندار گناہ کو ایسا سمجھتا ہے جیسے کسی پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہو کہ وہ گرا چاہتا ہے اسلیئے اوس سے بچتا ہے اور ڈرتا ہے اور منافق[1] گناہ کو ایسا سمجھتا ہے جیسے ایک مکھی ناک پر آکر بیٹھی اور اوسکو ہاتھ سے اڑا دیا۔ اس لیے بیدھڑک گناہ کرتا ہے اور ڈرتا نہیں گناہ کا خوفناک ہونا تو بیان ہوچکا۔ اب اِس کے علاج کرنے کا ایک طریقہ بیان کیا جاتا ہے جس سے توبہ کرنے کا طریقہ معلوم ہو اور گناہ سے خوف ہو۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ روزانہ ایک وقت مقرر کرکے اسمیں مراقبہ کیا کرے اور یہ مضمون سوچا کرے اور پھر نفس سے اس کے ہر کام کا حساب لے چنانچہ اول گناہوں کے نقصانوں کو سوچے اور پھر اوس کے اوپر جو عذاب ہونے والا ہے اس کا خیال کرے پھر یہ دیکھے کہ میں کسکی نافرمانی کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سوچے اور پھر اپنے برتاؤ کو دیکھے جو اللہ تعالےٰ کر رہا ہے پھر نفس کو ملامت کرے اور اوسکو خوف دلائے اِس کے بعد موت اور موت کے بعد کی تمام حالتوں کو سوچے اِس سے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ دنیا کی محبت دل سے کم ہوگی جو کہ زیادہ سبب ہے گناہ ہونے کا حدیث شریف میں ہے کہ لذتوں کو مٹا دینے والی چیز یعنی موت کا ذکر کثرت سے کیا کرو مراقبہ کے لیے یہ اشعار بہت مناسب ہیں ؎

کل ہوس اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے	خوب ملک روس ہے اور سرزمین طوس ہے
گر میسر ہو تو کیا عشرت سے کیجے زندگی	اسطرف آواز بلبل اودھر صدائے کوس[2] ہے
صبح سے تا شام چلتا ہے مے گلگوں کا دور	شب ہوئی تو ماہ رو ہوں سی کنار و بوس ہے

---

[1] جس کا ظاہر کچھ ہو اور باطن کچھ ہو۔ ۱۲ [2] نقارہ ۱۲ ۔ ؎ جس کا ظاہر کچھ ہو اور باطن کچھ ہو ۱۲

سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا ہیں تجھے
لیگئی یکبارگی گورِ غریباں کی طرف
مرقدیں دو میں دکھلا کر لگی کہنے مجھے

چل دکھاؤں تو تو قیدِ آز[1] کا مجبوس[2] ہے
جس جگہ جانِ تمنا سو طرح مایوس[3] ہے
یہ سکندر[4] ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے

پوچھو تو ان سے کہ جاہ و حشمت دنیا سے آج۔
کچھ بھی ان کے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے۔

اِس مراقبہ کے بعد دل سے دنیا کی محبت کم ہوگی اور توبہ ہی نصیب ہوگی اور گناہ کا مرض خدا کے فضل سے دور ہو جائیگا۔ فقط

---

[1] حرص [2] قیدی [3] نا امیدی [4] بادشاہوں کے نام ہیں ۱۲۔

سلسلہ تسہیل المواعظ کا دوسری جلد کا ساتواں وعظ ختم ہو کر آٹھواں شروع ہوتا ہے (مدیر)

سلسلہ تسہیل المواعظ کی جلد دوم کا آٹھواں وعظ

مسمیٰ بہ

معاشرت کے حقوق

منتخب از وعظ ششم دعوت عبدیت حصہ اول

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ ماثورہ اما بعد فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل

ترجمہ اے اہل کتاب تم اپنے دین میں ناحق کی زیادتی مت کرو اور ان لوگوں کے خیالات پر مت چلو جو پہلے خود بھی غلطی میں پڑ چکے ہیں اور بہتوں کو غلطی میں ڈال چکے اور وہ لوگ سیدھی راستہ سے دور ہو گئے تھے اس آیت کے متعلق یہ مضمون ہیں۔

(۱) پہلے میں نے ایک وعظ میں کچھ حقوق کے متعلق بیان کیا تھا کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر کتنے حق ہیں اور وہ بہت سے ہیں مثلاً سلام کرنا۔ دعوت قبول کرنا بلائے تو جواب دینا۔ چھینکنے کے وقت الحمد للہ کہے تو جواب دینا بیمار ہو تو اس کا مزاج پوچھنے کے لئے جانا مر جاوے تو جنازے میں شریک ہونا یہ حقوق تو پاس ہونے کی حالت کے ہیں اور بعض حقوق پاس نہ ہونے کی حالت کے ہیں جیسے کہ ایک مسلمان کے پیچھے اسکی کوئی غیبت کرے تو اسکو دفع کرنا۔ اسپر کوئی بہتان باندھے اس کا دور کرنا وغیرہ وغیرہ

میں نے وعدہ کیا تھا کہ اُن حقوق کے ضروری آداب کسی موقع پر بیان کروں گا۔ تو آج اونکو بیان کرتا ہوں۔

اخلاق و عادات کیلئے بھی قواعد و آداب ہیں

جاننا چاہیئے کہ اخلاق اور عادات کے لیے بھی کچھ قاعدے مقرر ہیں جیسے کہ نماز روزہ وغیرہ کے لیے مقرر ہیں کہ جن میں کمی زیادتی کرنے سے ان کا حق ادا نہیں ہوتا۔ پس جس طرح چار رکعت والی نماز پانچ رکعت یا تین رکعت پڑھنے سے ادا نہیں ہوتی۔ اور عصر کی نماز ظہر کے وقت پڑھنے سے ادا نہیں ہوتی یا جیسے رکوع میں قرآن شریف پڑھنا جائز نہیں بلکہ اور گناہ ہے یا جیسے عصر کے وقت تک روزہ رکھنے سے روزہ نہیں ہوتا اور عشاء کے وقت تک روزہ رکھنے سے گناہ ہو جاتا ہے اسیطرح اخلاق اور عادات کی بھی حدیں مقرر ہیں کہ ان میں کمی زیادتی کرنے سے بندہ کے ذمہ بُرائی آتی ہے اس لیے تم انکے آداب اور اونکی حدوں کو جاننا ضروری ہے آجکل لوگوں کی عادتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اون کے آداب سے اکثر لوگوں کو ناواقفیت ہے گویا اوسکو دین ہی نہیں سمجھتے اس لیے اپنی رائے میں جو آیا کر لیا اس لیے اون کے ادب اور احکام بھی دریافت نہیں کرتے اور بعض جاننے والے اخلاق اور عادات میں کمی کرنے کو تو بُرا جانتے ہیں۔ مگر زیادتی کو بُرا نہیں جانتے بلکہ ہر طرح کی زیادتی کو پسند کرتے جاتے ہیں اور اوسکو مقصود سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اس آیت میں زیادتی کی بُرائی بیان کرنے سے معلوم ہو چکا ہے کہ جس طرح کمی بُری ہے اسیطرح زیادتی بھی بُری ہے جیسے سلام ہے کہ لوگ اسمیں کتنی زیادتی کرتے ہیں کہ ذکر[ل] قرآن خطبہ اذان وغیرہ سب میں آتے جاتے سلام کرتے ہیں مثل مشہور ہے اوچھے نے سیکھا سلام نہ صبح دیکھو نہ شام۔ اس قسم کی زیادتی بھی دین میں پسند نہیں بلکہ اس آیت میں اسکو منع فرمایا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ۔ یعنی تم اپنے دین میں ناحق کی زیادتی مت کرو اسکی مثال نسخے کی سی سمجھنا چاہیئے کہ جیسے حکیم نسخے میں چھ ماشہ کوئی دوا لکھے تو اگر بیمار یہ خیال کر کے اوس کا وزن بڑھا دے کہ یہ چیز جب حکیم نے لکھی ہے تو ضرور فائدہ مند ہوگی اور زیادہ ڈالنے سے اور زیادہ فائدہ

ل اللہ اللہ کرنا۔ ۱۲

ہوگا تو وہ دوا ہرگز فائدہ مند نہ رہے گی اسی طرح شریعت جب روحانی علاج[ف] ہے تو اُس کے حکموں کی مثال نسخے کی سی سمجھنا چاہیئے تو اسمیں کمی زیادتی کرنے سے ضرور نقصان ہوتا ہے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں پس ان سے آگے نہ بڑھو۔

(۳) میں نے اخلاق کے آداب اور حقوق کے بیان کرنے کا وعدہ کیا تھا اس لئے آج اسکو پورا کرتا ہوں کیونکہ وعدہ کا پورا کرنا بھی شریعت میں واجب ہے۔ اور لوگ اس میں بھی سستی کرتے ہیں وعدہ پورا کرنے کی پرواہ نہیں کرتے۔ خیر میں اب اُن حقوق اور آداب کا بیان کرتا ہوں اُن میں سے ایک سلام ہے کہ یہ کفایہ کے طور پر سنت ہے یعنے ساتھیوں میں سے اگر ایک بھی سلام کرلے تو سب کے ذمے سے اتر جاتا ہے مگر اُس میں یہ بے احتیاطیاں کیجاتی ہیں کہ ایک تو یہ نہیں دیکھا جاتا کہ یہ وقت سلام کا ہے یا نہیں بعض وقتوں میں سلام کرنا منع بھی ہے جیسے عبادت کے وقت خواہ وہ ذکر ہو یا قرآن یا نماز ان وقتوں میں سلام کرنا منع ہے کیونکہ ایسے وقت میں سلام کرنا دوسرے کو خدا تعالےٰ کی طرف سے ہٹا کر اپنی طرف مشغول کرنا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص حاکم کے پاس بیٹھا ہوا اُس سے باتیں کر رہا ہو اور ایک دوسرا شخص اوسکو اپنی طرف مشغول کرنا چاہے کیا یہ ادب کے خلاف نہ ہوگا ضرور ہوگا ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ خدا میں مشغول ہونے والے کو جو کوئی اپنی طرف مشغول کرنا چاہتا ہے تو اوسکو فوراً خدا کا غضب آلیتا ہے۔ ہاں اگر سخت ضرورت آپڑے تو اسوقت ذکر کو چھوڑ کر دوسرا کام کرنا یہ اور بات ہے جیسے کہ انسان کوئیں میں گرنے لگے تو ایسے وقت میں نماز بھی توڑ کر اوسکو بچانا ضروری ہے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ جب عبادت کے وقت سلام ہی کرنا اسوجہ سے منع ہوگیا کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ مشغولی میں خلل نہ آئے تو اور ایسے کام بھی ضرور منع ہوں گے جن سے دوسرے کا دل بٹے جیسے کہ اوسکو خبر کرنے کے لئے کھنکھارنا کھانسنا۔ یا اوسکی پیٹھ کے پیچھے بیٹھ جانا کہ اس سے دوسرے آدمی کی طبیعت پریشان ہوتی ہے اپنے اوپر قیاس کرکے دیکھ لینا چاہیئے کہ اگر ہمارے

سلام کرنے کی بے احتیاطیاں ۳

[ف] یعنے روح کا علاج ہے گناہوں کی بیماری سے ۱۲

ساتھ یہ برتاؤ ہو تو تکلیف ہو یا نہیں۔ تو پھر جو بات اپنے لیے پسند نہیں کرتے اوسکو دوسرے کے لیے کیوں پسند کرتے ہو۔ بعض لوگ پیٹھ پیچھے بیٹھنے کو ادب سمجھتے ہیں حالانکہ ادب ایسی چیز میں کبھی نہیں ہوسکتا جسمیں تکلیف ہو وہ تو بے ادبی ہوئی جو لوگ ایسا کرتے ہیں اگر کوئی شخص اُن کے پیچھے اسیطرح آکر بیٹھ جائے تب حقیقت معلوم ہو جائے بعضے اس قسم کی روک ٹوک کرنے پر اعتراض کرتے ہیں کہ تمہارے مزاج میں تو انگریزی انتظام ہے افسوس ہے دُر مختار[1] تو کوئی انگریزی کتاب نہیں اُسمیں سلام کے یہ آداب لکھے ہیں جن کا ذکر کیا گیا اسیطرح بعض لوگ ذکر کے وقت دوسرے آدمی کو انتظار میں تکتے رہتے ہیں اس سے بھی طبیعت پریشان ہوتی ہے بلکہ اگر انتظار کرنا ہو تو ایسی جگہ بیٹھکر انتظار کرنا چاہیے کہ ذکر کرنے والا اسکو نہ دیکھے اور یہ شخص اسکو دیکھ سکے تاکہ اُس کا دل پریشان نہ ہو۔ اسیطرح بعض لوگ اور جگہ موجود ہوتے ہوئے خاص پیٹھ کے پیچھے نیت باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اول تو شرک کے مشابہ ہے دوسرے کسی آدمی کو قید کر دینا ہے کہ جب تک یہ سلام نہ پھیرے وہ غریب کہیں جا ہی نہیں سکتا یہ کونسی عقل کی بات ہے۔ بعضے فیض لینے کے خیال سے پیچھے بیٹھ جاتے ہیں سو یاد رہے فیض تکلیف دینے کی حالت میں نہیں ہوسکتا یہ سخت غلطی ہے کہ تکلیف بھی دیں اور فیض کی بھی امید رکھیں واقعی بعض ادب بھی تکلیف دیتا ہے تو ایسا ادب خود چھوڑ دینا چاہیے دیکھیے حضرات صحابہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں اُٹھتے تھے کیونکہ اُن کو معلوم ہو گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے ناگواری ہے ادب یہی ہے کہ اپنے بزرگ کی رضا و خوشنودی کی کوشش کرے یہاں تک کہ اگر کسی طرح معلوم ہو جائے کہ راستہ میں ساتھ چلنے سے تکلیف ہوتی ہے تو ساتھ بھی نہ جانا چاہیے۔ اسی طرح جوتا اُٹھانے سے اگر تکلیف ہو تو جوتا بھی نہ اُٹھائے۔ جناب مولانا فتح محمد صاحب مرحوم کی حکایت ہے کہ جمعہ کے بعد مسجد سے باہر کو تشریف لیجا رہے تھے کہ ایک شخص نے آکر جوتا لینا چاہا مولوی صاحب نے تواضع کی وجہ سے نہ دیا اُسنے اصرار کیا مولوی صاحب نے زور سے پکڑ لیا تو اُس نے ایک ہاتھ سے تو مولوی صاحب کا ہاتھ دبایا...

بعض لوگ دوسرے کی پیٹھ کے پیچھے ... بیٹھ جاتے ہیں

مولانا فتح محمد صاحب کی حکایت

[1] مسئلوں کی ایک کتاب کا نام ہے۔ ۱۲

(باقی آئندہ)

روح دوازدہم مسجد بنانا (اسمیں اسکے بنانے میں مدد دینا مال سے یا جان سے اور اسکے لیے زمین دینا اسکی ٹوٹی پھوٹی کی درست کرنا سب آگیا) اور اسکے حقوق ادا کرنا (ان حقوق میں یہ سب باتیں آگئیں) یعنی ۱ اس میں نماز پڑھنا خاصکر جماعت کے ساتھ ۲ اسکو صاف رکھنا ۳ اس کا ادب کرنا ۴ اسکی خدمت کرنا ۵ وہاں کثرت سے حاضر رہنا اس کے متعلق کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں **آیات** ۱ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو خدا تعالیٰ کی مسجدوں میں اس کا ذکر (اور عبادت) کیئے جانے سے بندش کرے اور ان کے ویران ہونے میں کوشش کرے (۲) ہاں اللہ کی مسجدوں کو (حقیقۃً) آباد کرنا اُن لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں اور نماز کی پابندی کرتے ہوں اور زکوٰۃ دیتے ہوں اور بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈرتے ہوں سو ایسے لوگوں کے لئے توقع (یعنی وعدہ) ہے کہ اپنے مقصود (یعنی جنت و نجات) تک پہونچ جاویں (توبہ) **ف** اس آیت میں مسجد کے آباد کرنے والے کیلئے خوشخبری ہے ایمان اور جنت کی چنانچہ ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم لوگ کسی شخص کو دیکھو کہ مسجد کا خیال رکھتا ہے (اسمیں اسکی خدمت کا خیال اور وہاں حاضر باشی کا خیال سب آگیا) تو تم لوگ اسکے ایمان کی گواہی دیدو کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے انما یعمر الآیہ (یہ وہی آیت ہے جس کا ترجمہ ابھی لکھا گیا مشکوٰۃ از ترمذی و ابن ماجہ و دارمی) (۳) وہ (اہل ہدایت) ایسے گھروں میں (جاکر عبادت کرتے) ہیں جنکی نسبت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور اُنمیں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاوے (نور) **ف** مراد ان گھروں سے مسجدیں ہیں اور ان کا ادب یہ ہے جو آگے حدیثوں میں آتا ہے **احادیث** (۱) حضرت عثمان رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی مسجد بنائے جس سے مقصود خدا تعالیٰ کا خوش کرنا ہو (اور کوئی بری غرض نہو) اللہ تعالیٰ اُس کے لیے اسی کی مثل (اس کا گھر) جنت میں بنا دیگا (بخاری و مسلم) **ف** اس حدیث سے نیت کی درستی کی تاکید بھی معلوم ہوئی اور اگر نئی مسجد نہ بناوے بلکہ بنی ہوئی کی مرمت کردے اُس کا ثواب بھی اس سے معلوم ہوا کیونکہ حضرت عثمان رضؓ نے مسجد نبوی کی مرمت کرکے یہ حدیث بیان کی تھی اور دوسری حدیثوں سے بھی اس کا ثبوت ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ سے روایت ہے کہ جو شخص کوئی مسجد بناوے (بنانے میں مال خرچ کرنا یا جان کی محنت خرچ کرنا دونوں آگئے چنانچہ جمع الفوائد میں رزین سے حضرت ابو سعید کی روایت آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کے بننے کے وقت خود کچی اینٹیں اٹھا رہے تھے) خواہ وہ قطاۃ پرندہ کے گھونسلہ کی برابر ہو یا اس سے بھی چھوٹی ہو اللہ تعالیٰ اس کے لیئے جنت میں ایک گھر بنا دے گا (ابن خزیمہ

(ابن ماجہ) ف اس حدیث سے بنتی ہوئی مسجد میں چندہ دینے کی فضیلت بھی معلوم ہوئی کیونکہ
گھونسلہ کی برابر ہونیکا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ پوری مسجد نہیں بنا سکا اُسکے بننے میں تھوڑی سی شرکت کرلی جس سے
اسکی رقم کے مقابلہ میں اُس مسجد کا اتنا ذراسا حصہ آگیا۔ اور اوپر کی حدیث میں جو آیا ہے کہ اُسکی مثل جنت میں گھر بنیگا
اس سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ اس صورت میں گھونسلہ کے برابر گھر بن جاویگا کیونکہ مثل کا یہ مطلب نہیں کہ چھوٹے بڑے ہونے میں
اُسکی مثل ہوگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جیسا اس شخص کا اخلاص ہوگا اسکی مثل گھر بنے گا لیکن لمبائی چوڑائی میں بہت بڑا
ہوگا چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے لئے مسجد
بناویگا اللہ تعالیٰ اُسکے لئے (جنت میں) ایک گھر بناویگا جو اس سے بہت لمبا چوڑا ہوگا (احمد) (۲) حضرت
ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عبادت کیلیے حلال مال سے کوئی عمارت (یعنی مسجد)
بنائے اللہ تعالیٰ اُسکے لئے جنت میں موتی اور یاقوت کا گھر بناویگا (طبرانی اوسط) ف یہ بھی مسجد کا ادب ہے کہ اس میں
حرام مال نہ لگاوے خواہ وہ حرام روپیہ پیسہ ہو خواہ ملبہ ہو خواہ زمین ہو جیسا بعض لوگوں کو شوق ہوتا ہے کہ دوسرے
زمیندار کی زمین میں بدون اُسکی اجازت کے مسجد بنا لیتے ہیں پھر اسکے روک ٹوک کرنے پر لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں
اور اسکو اسلام کی بڑی طرفداری و خدمت سمجھتے ہیں خاصکر اگر زمیندار غیر مسلم ہو تب تو اسکو کفر و اسلام کا مقابلہ
سمجھتے ہیں سو خوب سمجھ لو کہ اس زمین میں جو مسجد بنائی جاوے وہ شرع سے مسجد ہی نہیں ہے البتہ زمیندار کی
خوشی سے اپنی ملک کر کے پھر اُسمیں مسجد بنا لی (۳) حضرت ابوسعید سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام عورت تھی (شاید
حبشن تھی) جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی ایک رات کو وہ مر گئی جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر دیگئی آپ نے
فرمایا تم نے مجھکو اسکی خبر کیوں نہ کی پھر آپ اپنے صحابہ کو لیکر باہر تشریف لے گئے اور اسکی قبر پر کھڑے ہو کر اسپر تکبیر فرمائی (مراد نماز
ہے) کہ آپ نے اُس سے پوچھا تو نے کس عمل کو زیادہ فضیلت کا پایا اس نے جواب دیا کہ مسجد میں جھاڑو دینے کو
(ابوالشیخ اصبہانی) ف دیکھئے مسجد میں جھاڑو دینے کی بدولت ایک غریب گمنام حبشن کی جسکی مسکنت و گمنامی
کے سبب سے اُسکی وفات کی بھی اطلاع حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں کیگئی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے
کتنی بڑی قدر فرمائی کہ اُسکی وفات کی خبر نہ دینے کی شکایت بھی فرمائی پھر قبر پر تشریف لیگئے اور اسپر
جنازہ کی نماز پڑھی اور یہ حضور اقدس کی خصوصیت تھی اور اسکے لئے دعا فرمائی پھر حضور کے پوچھنے پر خود
اُس نے اس عمل کی کتنی بڑی فضیلت بیان کی۔ افسوس اب مسجد میں جھاڑو دینے کو لوگ عیب اور ذلت سمجھتے ہیں
(۴) ابو قرصافہ سے ایک بڑی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد سے کوڑا
کباڑ نکالنا بڑی آنکھوں والی حوروں کا مہر ہے (طبرانی کبیر) (۵) ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مسجد میں سے ایسی چیز باہر کردی جس سے تکلیف ہوتی تھی (جیسے کوڑا کباڑ

کا فنا اصلی فرش سے الگ کنکر پتھر) اللہ تعالیٰ اسکے لیئے جنت میں ایک گھر بنا دیگا (ابن ماجہ) (۶) حضرت
عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلہ محلہ میں مسجدیں بنانیکا حکم اور اونکو
صاف پاک رکھنے کا حکم فرمایا (احمد و ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ و ابن خزیمہ) ف پاک رکھنا یہ کہ
اوسمیں کوئی ناپاک آدمی یا ناپاک کپڑا یا ناپاک تیل وغیرہ نہ جانے پائے اور صاف رکھنا یہ کہ اس میں سے کوڑا کباڑ
نکالتے رہیں (۷) واثلہ بن الاسقع سے ایک بڑی حدیث میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ مسجدونکو جمعہ جمعہ (خوشبو کی) دھونی دیا کرو (ابن ماجہ و کبیر طبرانی) ف جمعہ کی قید نہیں
صرف یہ مصلحت ہے کہ اس روز نمازی زیادہ ہوتے ہیں جنمیں ہر طرح کے آدمی ہوتے ہیں کبھی کبھی دھونی
دیدینا یا اسیطرح خوشبو لگا دینا چھڑک دینا سب برابر ہے (۸) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسیکو دیکھو کہ مسجد میں خرید و فروخت کر رہا ہے تو یوں
کہدیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تیری تجارت میں نفع نہ دے۔ اور جب ایسے شخص کو دیکھو کہ کھوئی ہوئی چیز کو
مسجد میں پکار پکار کر تلاش کر رہا ہے تو یوں کہدو کہ خدا تعالیٰ تیرے پاس وہ چیز نہ پہنچا دے (ترمذی و
نسائی و ابن خزیمہ و مسلم اور ایک روایت میں یہ بھی ارشاد ہے کہ مسجدیں اس کام کے لیئے نہیں بنائی
گئیں (مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ) ف مراد اوس چیز کا تلاش کرنا ہے جو باہر کھوئی گئی اور مسجد میں آکر
پکار رہا ہے کہ مختلف لوگوں کا مجمع ہے شاید کوئی پتہ دیدے اور یہ بد دعا دینا تنبیہ کے لیئے ہے
لیکن اگر لڑائی دنگے کا ڈر ہو تو دل میں کہہ لے اس حدیث میں باطنی ادب مسجد کا مذکور ہے کہ وہاں دنیا
کے کام نہ کرے (۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا چند امور ہیں جو مسجد میں مناسب نہیں۔ اسکو رستہ نہ بنایا جائے (جیسا بعض لوگ جلدی پہنچنے
کے لیئے مسجد کے اندر ہو کر دوسری طرف نکل جاتے ہیں اور اوسمیں ہتیار نہ سونتے جائیں اور نہ اوسمیں
کمان کھینچی جاوے اور نہ اوسمیں تیروں بکھیرا جاوے (تاکہ کسی کے چبھ نہ جاویں) اور نہ کچا گوشت
لیکر اوسمیں کو گذرے۔ اور نہ اوسمیں کسیکو سزا دیجا دے۔ اور نہ اوسمیں کسی سے بدلہ لیا جاوے
(جسکو شرع میں حد و قصاص کہتے ہیں اور نہ اوسکو بازار بنایا جاوے (ابن ماجہ) ف یہ سب
باتیں مسجد کے ادب کے خلاف ہیں (۱۰) عبداللہ بن مسعود رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب اخیر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جن کی باتیں مسجدوں میں ہوا کریں گی۔
اللہ تعالیٰ کو اون لوگوں کی کچھ پرواہ نہ ہوگی (یعنی اون سے خوش نہ ہوگا) (ابن حبان) ف
دنیا کی باتیں کرنا بھی مسجد کی بے ادبی ہے (۱۱) عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۵۱

فرمایا جو شخص جماعت کی مسجد کیطرف چلی تو اوس کا ایک قدم ایک گناہ کو مٹاتا ہی اور ایک قدم اوسکی نیکی لکھتا ہے
ہیں بھی لوٹتے میں بھی (احمد و طبرانی و ابن حبان) ف کیا ٹھکانا ہی رحمت کا کہ جاتے ہوئے تو ثواب ملتا
لوٹنے میں بھی ویسا ہی ثواب ملتا ہی (۱۲) ابو درداء رض سے روایت ہے وہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت
ہیں آپنے ارشاد فرمایا جو شخص رات کی اندھیری میں مسجد کیطرف چلے خدا تعالیٰ اسکو قیامت کے روز نور
ملیگا (طبرانی) (۱۳) حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ سات آدمیوں کو اللہ
اپنے سایہ میں جگہ دیگا جس روز سوا اوس کے سایہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا اونمیں سے ایک وہ شخص بھی ہے جس کا دل مسجد
ہوا ہو (بخاری و مسلم وغیرہما) (۱۴) حضرت انس رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اون بدبو
ترکاریوں سے (یعنی پیاز و لہسن سے جیساکہ اور حدیثوں میں آیا ہی) بچو کہ اونکو کھاکر ہماری مسجد میں آؤ اگر تم کو اون
کھانیکی ضرورت ہی ہو تو اون کی بدبو کو آگ سے مار دو (یعنی پکاکر کھاؤ کچی کھاکر مسجد میں نہ آؤ) (طبرانی)
(۱۵) ابو امامہ سے روایت ہے وہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپنے فرمایا جو شخص مسجد کیطرف
اور اوس کا ارادہ صرف یہ ہو کہ کوئی اچھی بات (یعنی دین کی بات) سیکھے یا سکھائے اوسکو حج کرنیوالیکے برابر پورا ثواب
(طبرانی) ف اس سے معلوم ہوا کہ مسجد جیسے نماز کے لیے ہے ایسے ہی علم دین سیکھنے کیلئے بھی ہے سو مسجد میں ایسے شخص کو
چاہیے جو دین کی باتیں بتلایا کرے یہ حدیثیں ترغیب سے لی گئی ہیں بجز دو حدیثوں کے کہ اونمیں مشکوٰۃ و جمع الفوائد کا نام لکھا
ہے دستور العمل جو ان سب آیات اور احادیث سے ثابت ہوا یہ ہے ۔ الف ہر بڑی چھوٹی بستی میں وہاں
ضرورت کے موافق مسجد بنانا چاہیے ب مگروہ حلال مال سے اور حلال زمین میں ہو ج مسجد کا ادب
یعنی اسکو پاک صاف رکھیں جھاڑو دیا کریں اسکی ضروری خدمت کا خیال رکھیں بدبودار جیسے تمباکو وغیرہ چیز کھاکر
لیکر اوسمیں نہ جائیے وہاں دنیا کا کوئی کام یا بات نہ کریں د ۔ مردوں کو نماز مسجد میں پڑھنا چاہیے اور بدون عذر
جماعت نہ چھوڑنا چاہیے مسجد میں اور جماعت سے نماز پڑھنے میں یہ بھی فائدہ ہی کہ آپسمیں تعلق بڑھے ایک کو دوسرے
کا حال معلوم رہے مالک کی حدیث سے بھی اس کا ثبوت ہوتا ہی چنانچہ ایک بار حضرت عمر رض نے سلیمان بن ابی حثمہ
کو صبح کی نماز میں نہیں پایا حضرت عمر رض بازار تشریف لیگئے اور سلیمان کا مکان مسجد اور بازار کے درمیان
تہا تو سلیمان کی ماں سے پوچھا میں نے سلیمان کو صبح میں نہیں دیکھا الخ اس حدیث کے ذیل میں علماء نے
یہ فائدہ بھی ذکر کیا ہی ہ ۔ مسجد میں ایسے شخص کو رکھیں کہ وہ بستی والوں کو مسئلے مسائل بھی بتلاتا رہے
و ۔ جب فرصت ملا کرے مسجد میں جاکر بیٹھ جایا کرو (مگر وہاں جاکر دین کے کاموں میں یا دین کی
باتوں میں لگا رہے اگر سب آدمی اسکی پابندی رکھیں تو علاوہ ثواب کے جماعت کو بھی قوت پہونچے رفتہ

اشرف علی

۵۲

خان و مان رفتہ شدہ بدنام و خوار　　کام دشمن مے رود ادبار وار

زاہدے بیند بگوید اے کیا　　ہمتے میدار از بہر خدا

کاندرین ادبار زشت افتادہ ام　　مال و زر و نعمت از کف دادہ ام

ہمتے تا بوکہ من زین وارہم　　زین گل تیرہ بود کہ بر جہم

این دعا میخواہد او از عام و خاص　　کالخلاص و الخلاص و الخلاص

دست باز و پائے باز و بند نے　　نے موکل بر سرش نے آہنے

۱۴۹

از کدامیں بند میجوئی خلاص　　وز کدامیں قید میخواہی مناص

بند تقدیر و قضائے مختفے　　کہ نہ بیند آن بجز ذات صفے

گرچہ پیدا نیست آن در مکمن است　　بدتر از زندان و بند آہن است

زانکہ آہنگر مر آنرا بشکند　　حفرہ گر ہم خشت زندان بر کند

این عجب این بند پنہان گران　　عاجز از تکسیر آن آہنگران

دیدن آن بند احمد را رسد　　بر گلوئے بستہ حبل من مسد

دید بر پشت عیال بولهب تنگ هیزم گفت حمال الحطب

جبل و هیزم را جز آن چشمے ندید که پدید آید بر و هر ناپدید

باقیانش جمله تاویلے کنند کاین ز بیهوشی است و ایشان هوشمند

لیک از تاثیر آن پشتش دو تو گشته و نالان شده در پیش او

که دعائے همتے تا وا رهم تا ازین بند نهان بیرون جهم

آنکه داند این علامتها پدید چون نداند او شقی را از سعید ۱۵۰

داند و پوشد بامر ذو الجلال که نداند کشف راز از حق حلال

این سخن پایان ندارد آن فقیر از مجاعت شد زبون و تن اسیر

پنج روز آن باد امرودے نریخت ز آتش جوعش صبوری می گریخت

بر سر شاخے امرودے چند دید باز صبرے کرد و خود را وا کشید

باد آمد شاخ را سر زیر کرد طبع را بر خوردن او چیر کرد

جوع و ضعف و قوت جذب غذا کرد زاهد را ز نذرش بیوفا

اوس پہاڑ میں درخت اور بیل امرود۔ انار سیب بکثرت تھے اور اُس فقیر کی غذا وہی میوے تھے اون کے علاوہ اور کوئی چیز نہ کھاتا تھا۔ ایک مرتبہ اوس نے حق سبحانہ سے کہا کہ اے اللہ میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ میں کبھی میوہ نہ توڑوں گا۔ یعنی نہ خود توڑوں اور نہ کسی سے کہونگا کہ توڑ دے یعنی نہ درخت سے میوہ نہ چنوں گا بجز اون میوؤں کے جو ہوا سے گر جائیں ایک زمانہ تک اپنے عہد کو پورا کرتے رہے۔ آخر امتحانات خداوندی شروع ہوئے چونکہ دعوے پر امتحان ضروری ہے اور امتحان میں کامیابی نہایت کٹھن اور لوہے کے چنے ہیں اسی لئے حق سبحانہ نے باقتضائے رحمت ہمکو تعلیم فرمایا ہے کہ تم استثنا کر لیا کرو۔ یعنی ہر عہد کے ساتھ انشاء اللہ تعالی کہہ لیا کرو کیونکہ حکومت میرے قبضہ میں ہے اور سب کے اختیارات میرے اختیار کے تحت میں ہیں۔ لہذا بدون میری مشیت کے کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ میں ہر وقت دلمیں مختلف قسم کے میلان پیدا کرتا ہوں اور ہر وقت دلپر ایک نیا داغ رکھتا ہوں یعنی ایک ایسی خواہش پیدا کرتا ہوں جس کے حاصل نہونے سے اسے رنج ہوا یا یوں کہو کہ اسی مطلق رغبت پیدا کرنے کو داغ دینے سے تعبیر کیا۔ کیونکہ جس طرح داغ دینا ایک خاص اثر پیدا کرتا ہے یوں ہی رغبت پیدا کرنا بھی ایک تاثیر خاص ہے (غرض ہر وقت ہمارے لیے ایک نیا کام ہے اور کوئی شے میرے ارادہ سے متخلف نہیں ہو سکتی۔ بلکہ جو میں چاہتا ہوں فوراً ہو جاتی ہے۔

۱۵۱

اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون حدیث میں آیا ہے کہ دل کی مثال ایسی ہے جیسے ایک پر ہوا اور ایک میدان کے اندر آندھی کے قبضہ میں ہو کہ جسطرف وہ چاہتی ہے اسکو پلٹے دیتی ہے کبھی داہنی جانب پلٹتی ہے کبھی بائیں طرف اور اسی قسم کے اور سینکڑوں پلٹے دیتی ہے نیز دوسری حدیث میں آیا ہے (واللہ اعلم بالصحۃ) کہ دلکو ایسا سمجھو جیسے ایک دیگچہ ہو جس میں پانی جوش مار رہا ہو۔ کہ اس کے اندر بھی یوں ہی خیالات کا جوش ہوتا ہے اور ہر وقت اوس کی جداگانہ رائے ہوتی ہے۔ لیکن یہ یاد رکھو کہ یہ خود دل کا تصرف نہیں ہے بلکہ کوئی اور ذات ہے جو یہ گوناگوں خیالات پیدا کر رہی ہے جب تقلب و تغیر احوال کی یہ حالت ہے تو کون سی وجہ ہے کہ دل کے ایک خیال کی بنا پر آدمی مطمئن ہو جاوے اور سمجھ لے کہ بس یہی ہوگا اور یہ خیال کرے کہ حق سبحانہ

عہد کرے کہ میں یوں ہی کرونگا۔ اس کے خلاف نہ کروں گا اور آخر میں اوس کے پورا نہ ہو سکنے کے سبب ندامت اُٹھائے۔ اب مولانا پر غلبہ توحید سے سکر کی حالت طاری ہوتی ہے اور فرماتے ہیں کہ یہ عہد کرنا بھی بحکم قضا و قدر ہی ہے اسمیں بھی آدمی پورے طور پر مختار نہیں۔ اور اوسکو اختیار کامل حاصل نہیں کہ وہ عہد نہ کرے۔ اس لیے کہ ایسا ہوتا ہے کہ مضرت آدمی کے سامنے کھڑی ہوتی ہے اور وہ اس سے بچ نہیں سکتا۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ پرندہ جال نہ دیکھے اور ہلاکت میں پڑجائے بلکہ حیرت انگیز یہ بات ہے کہ کھونٹوں سمیت جال دیکھ رہا ہے اور بہر خواہ مخواہ اور بالاضطرار اسمیں پھنس جاتا ہے آنکھیں بھی کھلی ہوئی ہیں کان بھی کھلے ہوئے ہیں جال بھی نظر آرہا ہے اسپر بھی وہ خود اپنے پر دل سے اُڑکر اوسمیں آپھنستا ہے اس سے معلوم ہوا کہ حیوانات اپنے اوپر پورا اختیار نہیں رکھتے اب انسان کی حالت سنو ایک رئیس زادہ ہے کہ گدڑی پہنے ہوئے ننگے سر ہے مصیبت میں مبتلا ہے کسی چڑیل کی محبت میں جل رہا ہے جائداد اور گھر کا سامان سب بک چکا ہے اپنے لوگوں میں نظر حقارت سے دیکھا جاتا ہے۔ اور ننگ خاندان سمجھا جاتا ہے مطلوب کی یہ حالت ہے کہ اوس کے حصول کی کوئی صورت نہیں معشوق کے ظلم و ستم نے دل و جگر چھلنی کر رکھے ہیں گھر بار سب تباہ ہو چکا ہے بدنامی و ذلت انتہا کو پہونچ گئی ہے ادہر اوسکی محرومی و بدبختی مستمر ہے اودھر رقیب کا کام نکل رہا ہے غرضکہ وہ ان مصائب میں مبتلا ہے اور یہ بھی نہیں کہ اوسکو اس کا احساس نہو نہیں وہ ان کا احساس بھی رکھتا ہے اور جب کسی متقی کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ حضور خدا کے لیے میرے واسطے دعا فرمایئے کہ میں اس مصیبت میں پھنس گیا ہوں مال و دولت نعمت سب کھو چکا ہوں۔ آپ توجہ فرمائیں کہ میں اس مصیبت سے نجات پاؤں۔ ممکن ہے کہ آپکی دعا اور توجہ سے مجھے نجات ملجائے غرض وہ ہر ایک سے یہی التجا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ؎

پھنسی ہوئی ہے یہ گردن بتوں کے پھندوں میں چھڑا دے کوئی ہو ایسا خدا کے بندوں میں

یہ تو واقعہ ہے جو بکثرت ہوتا ہے اور جس کا انکار ناممکن ہے حالانکہ اس کے ہاتھ بھی کھلے ہوئے ہیں پاؤں بھی کھلے ہوئے ہیں اسکو کسی نے محبوس بھی نہیں کر رکھا ہے کوئی پہرہ بھی اسپر

۱۵۲

قائم نہیں ہے۔ اوس کے گلے پر تلوار بھی رکھی ہوئی نہیں۔ اب اس سے کوئی پوچھے کہ بیان تم کس پھندے سے نکلنا چاہتے ہو۔ اور کون سی بیڑی سے چھوٹنا چاہتے ہو۔ سمجھو کہ یہ وہی تقدیر و قضاء الٰہی کا مستور پھندا ہے جو لوگوں کو دکھلائی نہیں دیتا ہے بلکہ اسکو نفوس مقدسہ اہل اللہ ہی دیکھتے ہیں۔ اگرچہ وہ ظاہر نہیں ہے بلکہ مستور ہے۔ لیکن اوسکی گرفت جیلخانہ اور بیڑی سے بھی زیادہ سخت ہے کیونکہ لوہار بیڑی کو کاٹ سکتا ہے اور کھودنے والا جیلخانہ کی اینٹیں اُکھیڑ سکتا ہے۔ لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ اس مخفی بیڑی اور مستور جیلخانہ کو نہ کوئی لوہار کاٹ سکتا ہے نہ کوئی کھودنے والا کھود سکتا ہے وہ پھندا احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے شخص کو دکھلائی دے سکتا ہے اور وہی زوجۂ ابولہب کے گلے میں مونج کی رسی بندھی ہوئی دیکھ سکتے ہیں جنھوں نے ابولہب کی بیوی کی پشت پر ایندھن کا گٹھا لدا ہوا دیکھ کر اوسے حمالۃ الحطب کہا تھا۔ اس رسی اور ایندھن کے گٹھے کو وہی آنکھ دیکھ سکتی ہے جو اکثر غیر محسوسات کو دیکھنے کی عادی ہو۔ دوسرے لوگ جن کی آنکھ ایسی نہیں وہ چونکہ اسکو دیکھتے نہیں اسلئے مجبوراً تاویل کرتے ہیں۔ اور نہ دیکھنا انکا بے موقع بھی نہیں۔ کیونکہ مشاہدہ غیر محسوسات تو ہوش ظاہری کو خیر باد کہنے ہی سے ہو سکتا ہے اور وہ ایسے ہیں نہیں۔ بلکہ وہ ہوش والے ہیں۔ پھر مشاہدہ کیونکر ہو ہاں تو وہ پھندا اپنی ذات کے لحاظ سے ضرور غیر محسوس ہے۔ لیکن اپنے اثر کے اعتبار سے محسوس ہے کہ اوسکی تکلیف کے سبب وہ اہل اللہ کے سامنے جھکتا اور اون کے سامنے روتا پیٹتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا کے لئے مجھے اس بلا سے چھڑاؤ اور کوئی دعا یا توجہ ایسی کرو کہ میں نجات پا جاؤں۔ اور اس مخفی پھندے سے چھوٹ جاؤں۔ اس مقام پر ضمناً ایک اور ضروری امر پر بھی تنبیہ کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تقدیر کے پھندے کو دیکھ لینا ثابت ہے اور آپ کے طفیل اور آپ کے اتباع کی برکت سے اہل اللہ کو بھی یہ شرف حاصل ہو جاتا ہے جب یہ امر محقق ہے تو جو لوگ اون اشیاء کو جنکو لوگ علامات سے جانتے ہیں بعض اوقات عیاناً مشاہدہ کرتے ہیں وہ شقی اور سعید میں کیوں نہیں امتیاز کر سکتے بلکہ بعض اوقات اونکو اسکا بھی احساس و ادراک ہوتا ہے لیکن وہ جو ظاہر نہیں کرتے

۱۵۳

اسکی وجہ یہ ہے کہ اونکو اظہار کا حکم نہیں ہوتا۔ اور وجہ اخفا یہ ہوتی ہے کہ وہ راز حق سبحانہ کے ظاہر کرنے کو جائز نہیں جانتے۔ خیر یہ گفتگو تو بہت طویل ہے۔ اب سنو کہ وہ فقیر بھوک سے بہت مضمحل ہوگیا اور حرکت کرنا بھی اوس کے لیے دشوار ہوگیا۔ وجہ یہ ہوئی کہ پانچ دن تک ہوا سے کوئی امرود بھی نگرا۔ اور خود توڑ نہ سکے اسلئے بھوکا رہنا پڑا۔ اور بھوک کی آگ اس قدر شعلہ زن ہوئی کہ ان سے صبر نہ ہوسکتا تہا۔ اتفاقاً اونہوں نے ایک شاخ کے اوپر چند امرود لگے ہوئے دیکھے خیر یہاں تک بھی صبر کیا اور توڑنے سے اجتناب کیا اس کے بعد یہ ہوا کہ ہوا کا ایک جھونکا آیا اور اوس نے شاخ کو نیچے جھکا دیا۔ اور اس طرح اونکی طبیعت کو اوسکے کہانے پر پوری طور پر مائل کر دیا۔ اونکو بھوک لگی ہوئی تہی۔ جسم میں بیحد ناتوانی تھی۔ اعضا کو جذب غذا کی شدید ضرورت تہی ان سب باتوں نے نلکر فقیر کا عہد توڑ دیا۔

شرح شبیری

۱۵۴

اوس زاہد کوہی کے قصہ کا بقیہ جسنے کہ نذر کی تھی کہ پہاڑی میوہ درخت سے خود نہ توڑوں گا اور نہ کسی سے صراحۃً یا کنایۃً کہوں گا کہ توڑدے بلکہ جسکو ہوا گرا دیگی اوسکو کھا لیا کرونگا

اندراں کہ بود اشجار و ثمار　　سیب و امرود و انار بے شمار

یعنی اوس پہاڑ میں اشجار و ثمار بہت تہے سیب اور امرود اور انار بے شمار تہے۔

قوتِ آن درویش بود آن میوہ ہا غیر آن چیزے نخورد ے دائما

یعنی اوس درویش کی غذا وہ میوے ہی تہے اور وہ ہمیشہ سوا اوس چیز کے اور کچھ نہ کہاتا تہا

گفت آن درویش یارب با تو من عہد کردم زین نچینم در زمن

یعنی اوس درویش نے کہا کہ اے اللہ میں تیرے ساتھ عہد کرتا ہوں کہ اس میں سے کبھی توڑوں گا نہیں۔

خود نچینم میوہ در کل حین نیز غیرے را نگویم کہ بچین

یعنی میں تو کبھی خود میوہ توڑوں گا نیز کسی غیر سے بھی نہ کہونگا کہ توڑ دے ؛

جز ازان میوہ کہ باد اندازدش نے ازان میوہ کہ شاخ افرازدش

یعنی سوائے اوس میوہ کے کہ ہوا اوسکو ڈالدے نہ وہ میوہ کہ شاخ اوسکو بلند کرے یعنی اوس نے نذر کی تہی کہ جو میوہ شاخ پر لگا ہوگا اوسکو تو توڑوں گا نہیں اور جسکو ہوا گرا دیگی اوسکو کہا لیا کرونگا۔

مدتے بر نذر خود بودش وفا تا در آمد امتحانات قضا

یعنی ایک مدت تک اوسکو اپنی نذر پر وفا رہی یہاں تک کہ قضا کے امتحانات آئے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

زین سبب فرمود استثنا کنید گر خدا خواہد بہ پیمان بر زنید

یعنی اسی سبب سے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ استثنا (اس طرح) کرلیا کرو کہ اگر خدا چاہیگا تو تم عہد کو پہونچ جاؤ گے قرآن شریف میں ارشاد ہے کہ لا تقولن لشئ انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ تو چونکہ اوس درویش نے اپنے عہد کے ساتھ انشاء اللہ

نہ کماتھا آخر ٹوٹ گیا۔ اور مصرعہ ثانی میں گر خدا خواہد۔ ترجمہ ہے انشاء اللہ کا۔ اور ارشاد حق ہو کہ

زانکہ جملہ کار در دست من است اختیار جملگان بسپت من است

یعنی اسلیئے کہ تمام کام میرے ہاتھ میں ہے اور سب کا اختیار میرے تابع ہے۔

ہر زمان دل را دگر میلے دہم ہر نفس بر دل دگر داغے نہم

یعنی ہر وقت دلکو ایک نئی رغبت دیتا ہوں اور ہر گھڑی دلپر ایک نیا داغ رکھتا ہوں۔

کلُ اصباح لنا شانٌ جدید کل شی عن مرادی لا یحید

یعنی ہر صبح کو ہماری ایک نئی شان ہے اور ہر کوئی شئے ہماری مراد سے تجاوز نہیں کر سکتی قرآن شریف میں ہے کہ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِی شَاْن اور ارشاد ہے کہ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تو پس جب یہ بات ہے تو ہمیشہ مدد حق تعالیٰ سے مانگنی چاہیئے اور حق تعالےٰ ہی کو واسطہ ڈالنا چاہیئے آگے فرماتے ہیں کہ۔

۱۵۶

در حدیث آمد کہ دل ہمچون پریست در بیابانے اسیر صرصریست

یعنی حدیث میں ہے کہ دل مانند ایک پر کے ہے جو کہ بیابانمیں ایک آندھی کا اسیر ہو۔

باد پر را ہر طرف اندگزاف گہ چپ گہ راست با صد اختلاف

یعنی ہوا پر کو ہر طرف بے ترتیب ڈال رہی ہے کبھی بائیں کبھی دائیں سو اختلاف کے ساتھ۔ مطلب یہ کہ حدیث میں ہے کہ قلب کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک پر میدانمیں پڑا ہو اور تند ہوائیں کہ یقلبہا ظہراً لبطن وبطناً لظہر۔ اوسکو اوٹا پلٹا کرتی ہوں تو جس طرح کہ یہ پر ہوا ؤنکے تابع ہے تو اسیطرح بلکہ اس سے بھی زیادہ قلب حق تعالیٰ کے قبضہ میں ہے یقلبہا کیف یشاء اہذا چاہیئے کہ ہمیشہ حق تعالیٰ ہی سے مدد مانگتا ہے اور کہتا ہے کہ یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک آگے فرماتے ہیں کہ

فما حقيقة ذلك
قال يا رسول الله
اطلقت نفسي
من الدنيا
واسهرت ليلي
واظمأت
هواجري كاني
انظر الى عرش
ربي وكاني انظر
الى اهل الجنة
يتزاورون
فيها وكاني انظر
الى اهل النار
يتضاغون
فقال رسول الله
صلى الله عليه
وسلم عرفت
اولقنت فالزم
رواه ابو بكر
ابن شيبة والآخر
عن زيد الخير انه

(جس سے اوس قول کا حق ہونا معلوم ہوتا ہی)
سو تمھارے) اِس (قول) کی کیا حقیقت ہے
اونہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے
اپنے نفس کو دنیا سے آزاد کر دیا اور راتیں
جاگنے میں گذاریں اور دوپہر پیاس میں
گذاری (غالباً روزہ مراد ہے کہ اوسمیں
دوپہر کو زیادہ پیاس لگتی ہے اور کثرتِ
استحضار عالم آخرت سے میری یہ حالت ہے
کہ) گویا میں اپنے پروردگار کے عرش کو
دیکھ رہا ہوں اور گویا میں اہل جنت کو دیکھ
رہا ہوں کہ آپس میں باہم ملاقات کر رہے ہیں
اور گویا اہل دوزخ کو دیکھ رہا ہوں کہ اوسمیں
چیخ چلا رہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ (واقعی) تم نے (حقیقت کو) پہچان
لیا یا یہ فرمایا کہ (واقعی) تمکو (حقیقت کی) تلقین
کی گئی (پس تمھارا دعوی ایمان حق ہے)
پس اسی پر جمے رہنا۔ اور دوسرا قصہ یہ ہے
کہ زید خیر سے روایت ہے کہ اُنہوں نے
عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ مجکو خبر دیجیے
کہ اللہ تعالی کی علامت (الثانی) ایسے
شخص کے متعلق جسکو وہ چاہیں (یعنی اسے

قال یارسول اللہ
لتخبرنی ما علامۃ
اللہ فیمن یرید
وما علامۃ
فیمن لا یرید
قال لی کیف اصبحت
یا زید قلت
اصبحت احب
الخیر واھلہ
ان قدرت علیہ
بادرت الیہ
وان فاتنی حزنت
وحننت الیہ
قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
فتلک علامۃ
اللہ فیمن یرید
ولو ارادک لغیرھا
لھیاک لھا رواہ رزین

قولہ الشقی اوردہ الامام السیوطی فی الجامع الصغیر عن الصغیر

محبت کریں) کیا ہے اور (اسیطرح) اللہ تعالیٰ کی
علامت ایسے شخص کے متعلق جسکو وہ چاہیں
کیا ہے آپ نے مجھ سے (یعنی زید سے) فرمایا
اے زید تم نے کس حالت میں صبح کی میں نے
عرض کیا کہ میں نے اس حالت میں صبح کی کہ
امر خیر سے اور اہل خیر سے محبت رکھتا ہوں
(اور) اگر اوسپر (خیر پر) قدرت پاتا ہوں
تو اوسکی طرف دوڑتا ہوں اور اگر وہ (یعنی خیر)
مجھ سے فوت ہو جاتی ہے تو اوسپر مغموم
ہوتا ہوں اور اوسکی طرف مشتاق ہوتا ہوں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو یہ
اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے اوس شخص کے متعلق
جسکو وہ چاہتے ہوں اور اگر تمکو اس کے
خلاف کے لیے چاہتے تو اسی کے لیے
تمکو تیار کرتے (یعنی ویسا ہی سامان کر دیتے)
روایت کیا اوسکو رزین نے **ف** یہ دونوں
روایتیں شطر اول کے کتاب الرجاء کے
اول میں اور ختم کے قریب میں قدرے
تفاوت سے گزر چکی ہیں۔

قول صاحب مثنوی الشقی الخ اسکو
امام سیوطی نے جامع صغیر میں طبرانی کی صغیر

للطبرانی مرفوعاً بسند
صحیح ما لفظہ السعید من
سعد فی بطن امہ
والشقی من شقی فی بطن امہ

قولہ ابیت عند ربی
اخرجہ البخاری عن
ابی ھریرۃ عن
النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال
ایاکم والوصال
مرتین قیل انک
تواصل قال انی
ابیت یطعمنی ربی
ویسقینی فاکلفوا
من العمل ما تطیقون

قولہ مدینۃ علم روی الحاکم
والطبرانی وابو الشیخ وغیرھم
کلھم من حدیث ابی معاویۃ
الضریر عن الاعمش عن مجاھد
عن ابن عباس رض مرفوعاً
انا مدینۃ العلم وعلی بابھا

بسند صحیح ان الفاظ سے مرفوعاً وارد کیا ہے
کہ سعید وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں
سعید ہو جائے اور (اسیطرح) شقی وہ ہے
جو اپنی ماں کے پیٹ میں شقی ہو جاوے۔

قول صاحب مثنوی ابیت عند
ربی۔ امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ سے
اونہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ (صوم) وصال سے
اپنے کو بچانا یہ دوبار فرمایا عرض کیا گیا
آپ تو (صوم میں) وصال فرماتے ہیں
آپ نے فرمایا میں تو اس حال میں رات
گذارتا ہوں کہ میرا رب مجکو کھلا پلا دیتا ہے
(اسلئے مجھکو ظاہری کھانا پینا ترک کر دینا مضر
نہیں اور تمکو مضر ہوگا) سو عمل کا اتنا ہی بار
اٹھاؤ جسکی طاقت رکھتے ہو۔

قول صاحب مثنوی۔ مدینہ علم حاکم اور
طبرانی اور ابو الشیخ وغیرہم نے سب نے
ابی معاویۃ الضریر کی روایت سے انہوں نے
اعمش سے اونہوں مجاہد سے انہوں نے
ابن عباس رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے
کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کے

فمن اتی العلم فلیات الباب وتفصیل الاسناد فی المقاصد الحسنۃ۔

قولہ من احب للہ وبغض للہ

حدیث من احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان اوردہ العلامۃ السیوطیؒ فی الجامع الصغیر عن ابی امامۃ مرفوعاً بروایۃ ابی داؤد وایضاً المقدسی ثم صحح ۴۰

قولہ لا یسع فینا نبی مرسل

قال صاحب التشرف من تحقیق الحدیث فی الشطر الاول کتاب عجائب القلب منہ بعد خمسۃ احادیث اوستۃ وکذلک تحقیق بعض اخر من احادیث (المثنوی)

دروازہ ہیں سو جو شخص علم میں داخل ہو وہ دروازہ سے داخل ہو اور سند کی تفصیل مقاصد حسنہ میں ہے۔

قول من احب للہ وابغض للہ یہ حدیث کہ جو شخص اللہ ہی کیلئے محبت کرے اللہ ہی کے لیے بغض رکھے اللہ ہی کے لیے دے اللہ ہی کے لیے دینے سے ہاتھ روکے اوس نے ایمان کو کامل کر لیا اسکو علامہ سیوطی نے جامع صغیر میں ابی امامہ سے مرفوعاً ابو داود سے اور ضیاء مقدسی کی روایت سے وارد کیا ہے پھر اوسکی تصحیح کی ہے۔

قول صاحب مثنوی لا یسع فینا نبی مرسل الخ۔ صاحب تشرف کہتا ہے کہ اس حدیث کی تحقیق شطر اول کتاب عجائب القلوب کی پانچویں چھٹی حدیث کے بعد گذر چکی ہے اور اسیطرح مثنوی کی بعض دوسری احادیث کی تحقیق بھی۔

(باقی آیندہ)

یہاں تک کہ اگر بضرورت پکاریں تو فرض بھی توڑ دے ؎

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است ۔۔۔ اگر خاموش بنشینم گناہ است

(۷۸) ایک صاحب نووارد حضرت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے وہاں سے اوٹھکر سب لوگوں کے پیچھے جا بیٹھے حضرت والا نے فرمایا کہ آپ وہاں کیوں جا بیٹھے آپ میرے پاس آجایئے اون صاحب نے کہا کہ وہاں جگہ تنگ ہے اسپر حضرت والا نے ایک مولوی صاحب سے فرمایا کہ آج آپ ہی ایثار کریں آپ پیچھے بیٹھ جایئے۔ اور اپنی جگہ خانصاحب کو دیدیجئے آپ تو ہمیشہ کے رہنے والے ہیں نوواردوں کی رعایت کیا کیجئے میں ہمیشہ اس کا خیال رکھتا ہوں۔ میں اکیلا کیا کروں کوئی سنتا ہی نہیں اور یہ بھی فرمایا کہ زاہدان خشک کا فتوے ہے کہ ایثار قربات میں جائز نہیں۔ مگر محققین نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ بھی ایک قربت ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالے کے بندوں کے ساتھ رعایت ادب کی کرنا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اہل مکہ میں یہ بات بہت ہی اچھی ہے کہ وہ حج کے زمانہ میں مسافروں کی رعایت سے خود طواف کرنا چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ یہ کوئی واجب شرعی نہیں ہے مگر جائز ہے اسمیں مسافروں کو بہت سہولت ہے۔

(۷۹) ایک شخص سے دریافت کیا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں اور کیسے آنا ہوا ہے اون صاحب نے کہا کہ فقط زیارت کے واسطے حاضر ہوا ہوں پھر کچھ دیر کے بعد پوچھا کہ کوئی اور کام تو نہیں ہے اون صاحب نے کہا کہ بیعت ہونے کا بھی خیال ہے اسپر فرمایا کہ پھر پہلے ہی کیوں نہیں کہا جاؤ ہم تمکو بیعت نہیں کرتے کیونکہ تم نے ہمکو دھوکہ دیا ہے اچھا اگر چھہ مہینے یہاں رہو تو پھر کرینگے جب دیکھیں گے کہ تمہارے اندر سے یہ اوصاف جاتے رہے جو مانع ہیں بیعت سے اور فرمایا کہ آپنے شادی بھی کرلی ہے یا نہیں کہا جی کرلی ہے۔ فرمایا کوئی بچہ بھی ہے۔ کہا ہاں جی ایک لونڈا بھی ہے فرمایا کہ کبھی تم نے شادی ہوتے بھی دیکھی ہے۔ کہا ہاں جی دیکھی ہے اسپر فرمایا کہ نکاح پیام کے ساتھ فوراً ہو جاتا ہے یا برسوں جوتی گھسانی پڑتی ہیں کیا اس تعلق کی نکاح کے برابر بھی وقعت نہیں آپ کے ذہن میں اور فرمایا کہ جس شخص سے کام متعلق ہوتا ہے اوس شخص کو تابع کیا

کرتے ہیں یا کہ خود تابع ہو جاتے ہیں مطلب یہ ہے کہ حاجتمند کو خود چاہیئے کہ وہ ادن امور کو خود
کرے جنسے اپنا مطلوب اور مقصود حاصل ہو ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ساری دنیا کے
تابع بنتے پھریں۔

(۸۰) فرمایا میں تو راحت کا عاشق ہوں اور دوسروں کے واسطے بھی یہی اختیار
کرتا ہوں چنانچہ فلاں صاحب یہاں بڑا اہتمام کیا کرتے تھے ایک مرتبہ اونہوں نے اوسکو
دفعۃً چھوڑ دیا الحمدللہ مجھے ذرا فکر نہیں ہوئی اور یہہ خیال کر لیا کہ اگر کوئی شخص نہیں ملا تو مدرسہ
کو ختم کر دوں گا۔ میرے ذمہ کوئی واجب تھوڑا ہی ہے جو کچھ مجھ سے ہو سکتا ہے میں
حاضر ہوں میں ساری دنیا کا ذمہ دار نہیں ہوں اور فرمایا راحت میں ایک عجیب بات ہے
ہاں کسی میں طبیعت سلیمہ ہی نہو تو اوس کا کچھ ذکر ہی نہیں وہ تو بیشک فرعون ہو جاتا
ہے ورنہ راحت میں حق تعالیٰ سے محبت پیدا ہو جاتی ہے اور محبت سے معرفت بڑھتی ہے
طاعت اور فرمانبرداری میں لطف آنے لگتا ہے اور فرمایا حضرت جو محقق ہیں وہ
اور ہی کچھ سمجھکر کھاتے پہنتے ہیں۔ وہ اس جسد کو خدا کی مشین سمجھتے ہیں اسواسطے تیل
۳۴
بھی لگاتے ہیں صفائی بھی کرتے ہیں غلاف بھی چڑھاتے ہیں اونکو حکم ہوتا ہے کہ
سب کل پرزے درست رکھنے کا ہمارے حضرت سید احمد صاحبؒ ہر روز ایک جوڑا بدلا
کرتے تھے۔ ایک رئیس حضرت کیواسطے ہر سال تین سو ساٹھ ۳۶۰ جوڑہ بنا کر بھیجا کرتے تھے
بعض لوگوں کو خیال ہوا کہ کیسے درویش ہیں روز ایک جوڑا بدلتے ہیں حضرت سید
صاحب کو اس خطرہ پر اطلاع ہوئی تو ایک روز مجمع میں فرمایا کہ لوگوں کو یہہ خیال ہوگا
کہ میں روزانہ جوڑا بدلکر خوش ہوتا ہوں۔ واللہ میری ایسی حالت ہے کہ مجھے اگر کمبل بندھا ہوا
اور سر پر گوبر کا ٹوکرا رکھکر بازار میں نکالا جاوے تو اس حالت میں اور پہلی میں کچھ فرق نہیں
معلوم ہوتا۔

(۸۱) ایک صاحب حضرت والا سے ملنے کو تشریف لائے تھے اول روز تو انہوں نے
یہہ درخواست کی کہ حضرت آج وعظ فرما دیجئے حضرت اقدس نے فرمایا کہ کیا میرے ذمہ وعظ کہنا ضروری
ہے یا میرے اوپر کسیکا قرض ہے اور اگر قرض بھی ہو تو کیا ضروری ہے کہ آج ہی ادا کر دوں

اور آج ۹ رجب کو جب حضرت والا اپنے معمول کے موافق جنگل کو جانے لگے تو اون صاحب نے
کہا کہ میں بھی ہمراہ چلوں۔ اسوجہ سے حضرت کو اور بھی تکلیف ہوئی مگر کوئی تنبیہ نہیں کی اور صبر
کیا مگر اون صاحب نے آج چلتے وقت بعد ظہر پھر کچھہ خلاف قاعدہ اور بلا ضرورت کہدیا اسپر
اون سے فرمایا کہ بھائی بہت بولنا چھوڑدو زیادہ بولنا کوئی ہنر نہیں ہے جو بات کرو بغیر
سوچے مت کہو۔ بہت بولنے سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اجی ہم ایسے تو کہاں ہیں کہ
گناہوں سے بچے رہیں مگر اتنا تو کریں کہ بندگان خدا کو ہم سے ضرر نہو اور فرمایا کہ اگر کوئی
انگریز اس طرح جاتا ہوتا تو کیا آپ اوس سے بھی درخواست کرتے کہ میں بھی آپ کے ساتھ
چلوں اون صاحب نے کہا کہ نہیں اسپر فرمایا کہ پھر یہاں ایسا کیوں کیا۔ کیا میں تمہارا غلام
ہوں اون صاحب نے کہا کہ محبت کیوجہ سے میں نے کہا تھا اسپر فرمایا کہ بھائی یہ محبت نہیں
ہے بلکہ وجہ یہ ہے کہ کوئی روک ٹوک نہیں کرتا ہے۔ یہ بزرگوں کی خوش اخلاقی نے ناس
کیا ہے اگر ذرا بھی روک ٹوک کریں تو سب ٹھیک ہوجاویں۔

۷۵

(۸۲) ایک دن لوگ حضرت کی مجلس میں دور دور بیٹھے ہوئے تھے اور آنے
جانے والوں کو تکلیف ہوتی تھی اسپر فرمایا کہ سب صاحب قریب ملکر بیٹھ جایئے۔ افسوس
میں روز کہتا ہوں مگر کوئی اس کا خیال نہیں کرتا۔ کیا یہ بھی میرے ذمہ ضروری ہے کہ روز
کہا کروں۔ اگر کوئی نیا آدمی دیکھے تو یوں کہے گا کہ یہ شخص بہت برا معلوم ہوتا ہے جو لوگ اس سے
اس قدر خائف ہیں کہ پاس آنیکی ہمت نہیں ہوتی اور یہ بھی فرمایا اس قدر تعظیم کرنا بدعت ہے۔

(۸۳) ایک صاحب کا خط آیا تھا اپنے اور حالات کے ساتھہ یہ بھی لکھا تھا کہ میری
نظر نہیں رکتی۔ حضرت والا نے اونکو کچھہ ترکیب بتلائی اور یہ فرمایا کہ اگر اس سے بھی نظر نہ رکے
تو یہ خط لیکر میرے پاس چلے آنا۔ وہ اوس خط کو لیکر حاضر ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ میں نے
آپکو لکھا تھا آپنے اوس کے مطابق عمل نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ جی کیا تو تھا مگر نظر رکتی
ہی نہیں فرمایا کہ اگر وہ عورت میرے سامنے ہوتی اور آپ بھی ہوتے تو تب بھی آپ کی نظر
پڑتی یا نہیں کہا جی رکتی اسپر غصہ ہوکر فرمایا کہ مردود تجھکو خدا کی اتنی بھی عظمت نہیں
جسقدر پیر کی جا میرے سامنے سے دفع ہوجا اور جب تک اس سے نجات نہو مجھے صورت

نہ دکھانا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ صاحب جامع سے کہنے لگے کہ اب بالکل خیال نہیں رہا۔

(۸۴) مینے یعنے جامع نے ایک مولوی صاحب سے پوچھا تھا جو بہت اخبار دیکھتے تھے تو اون مولوی صاحب نے جواب دیا کہ اس سے عقل بڑھتی ہے سیاسی امور میں معلومات پیدا ہوتی ہے۔ میں نے کہا کہ اسیواسطے علماء منع کرتے ہیں اخبار بینی کو کہ تم سمجھتے نہیں اسپر حضرت والا نے فرمایا کہ ہر اخبار کی اشاعت کی مضرت تو قرآن مجید میں موجود ہے۔ کقولہ تعالے واذا جاءھم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ ط ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لاتبعتم الشیطان الا قلیلا ط مطلب یہ ہے کہ جب ان لوگوں کو یعنی منافقین کو کسی امر جدید کی خبر پہونچتی ہے خواہ وہ موجب امن ہو یا موجب خوف تو اوس خبر کو فوراً مشہور کر دیتے ہیں حالانکہ وہ بعض اوقات غلط نکلتی ہے اور اگر صحیح بھی ہو تب بھی بعض اوقات اوس کا مشہور کرنا خلاف مصلحت انتظامیہ ہوتا ہے اور اگر بجائے خود مشہور کرنے کے یہہ لوگ اوس خبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور جو حضرات صحابہ ؓ اونمیں ایسے امور کو سمجھتے ہیں اون کی رائے کے اوپر رہنے دیتے اور خود دخل نہ دیتے تو صحت و غلطی ہونے کا اور قابل تشہیر ہونے نہ ہونے کا وہ پورا اندازہ کر سکتے۔ اسکی پوری تفصیل تو تفسیر میں دیکھ لینے کے قابل ہے یا کسی عالم محقق سے سمجھنی چاہیئے خلاصہ یہ ہے کہ اخبار کے بالعموم مشہور کرنے کی ممانعت قرآن مجید میں موجود ہے اور حدیث میں بھی وارد ہے کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع ×

۳۶

(۸۵) فرمایا ایک مرتبہ مینے تو کانپور میں بڑے مجمع میں سلطنت جمہوری کا لغو ہونا ثابت کیا تھا اور جس دلیل سے یہہ لوگ استدلال جمہوریت سلطنت کا کرتے ہیں اوسی سے رد کیا تھا یعنی کہا صاحبو سلطنت کی جمہوری ہونے کا استدلال اس آیت سے کرتے ہیں قولہ تعالے۔ وشاورھم فی الامر میں اسی سے اس کا رد کرتا ہوں دیکھئے اسمیں مشورہ کا حکم ہے اس سے یہہ کہاں ثابت ہو گیا کہ جمہوریت کا حکم ہے۔ آپ لوگ اپنے کو بڑا فلسفی اور حکیم سمجھتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ لوگ کچھ نہیں سمجھتے ×

(باقی آیندہ)

(۳) اور وحشت دور ہوئی دو چار دن کے بعد تعجب بھی کچھ دور ہوا۔ اور یہہ اصول کچھہ دل سے اترا کہ آواز بلا جاندار بولنے والے کے نہیں پیدا ہوسکتی بجائے اس کے یہ اصول ذہن میں آیا کہ ایسی کھٹ کھٹ کی آواز جیسی اس گھڑی میں موجود ہے بلا جاندار بولنے والے کے بھی ہوسکتی ہے۔ جس چیز میں گھڑی کا نام لگ جائے اوس میں یہ آواز ازخود پیدا ہوسکتی ہے اور یہ کچھہ تعجب کی بات نہیں ہے پھر اس گھڑی والے نے کہا کہ ہمارے پاس ایک اور گھڑی ہے کہ اہمیں ایسی آواز تو ہے ہی۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک اور آواز بھی پیدا ہوتی ہے یعنی گھنٹہ بجاتی ہے ایک سے شروع کرکے بارہ تک بجاتی ہے گاؤں والے کہنے لگے کہ تو نے ہمیں بالکل ہی بیوقوف سمجھہ لیا ہے کہ جو چاہے بھکار رہا ہے بھلا ایسا ہوسکتا ہے، اس کے اندر کوئی آدمی بیٹھا ہے جو اوسکو وقت معلوم ہوجاتا ہے اور وہ گنکر گھنٹے بجاتا ہے یہ ناممکن بات ہے ہم نے تو اپنی عمر میں کبھی ایسا نہیں دیکھا نہ بزرگوں سے سنا یہ ناممکن ہے اوس شخص نے کلاک گھڑی لاکر رکھدی اور کہا دیکھو میرا کہنا سچ ہے یا نہیں۔ گاؤں والوں نے اوس کے پاس دن بھر بیٹھکر دیکھا تو وہ سب باتیں سچ پائیں مگر اطمینان نہیں ہوا اور کہا کہ یہ نظر بندی ہے یا اسمیں کوئی دہوکا ہے کسی ترکیب سے تو خود گھنٹی بجا دیتا ہے اسنے کہا کہ میں بالکل علیحدہ جاتا ہوں تم دیکھتے رہو کہ یہ گھڑی خود ہی گھنٹہ بجائے گی جب کئی روز تک یہ دیکھ لیا تب تعجب کم ہوا اور یہہ اصول وضع کیا کہ گھڑی میں کھٹ کھٹ کی آواز بھی ازخود ہوسکتی ہے اور تھوڑے تھوڑے وقت کے بعد گھنٹہ ازخود بجنا بھی ممکن ہے ان دونوں کاموں کے لیے کسی جاندار فاعل کی ضرورت نہیں اس کے بعد اوس شخص نے کہا کہ ہمارے پاس ایک گھڑی ایسی ہے کہ ان دونوں آوازوں کے سوا اوسمیں ایک آواز اور بھی ہے وہ آواز اوسیوقت پیدا ہوتی ہے جس وقت تم اوس سے کہدو مثلاً تم یہ چاہو کہ رات کے بارہ بجے بولے تو بارہ ہی بجے وہ آواز دیگی دوسرے وقت اوسمیں سے وہ آواز نہیں نکلے گی اسکو سنکر وہ گنوار اور زیادہ متوحش ہوئے اور کہنے لگے کہ گھڑی کوئی جاندار چیز ہے جو ہمارا کہنا سنے گی اور مانے گی اور کیا اوس کے دماغ میں قوت حافظہ ہے کہ ہمارے بتائے ہوئے وقت کو یاد رکھے گی تو اس نے اس کا جواب دیا

(ح) کہ بتاؤ تم کس وقت اسکو بلوانا چاہتے ہو انہوں نے رات کے دو بجے کا وقت بتایا
اسنے رات کے دو ہی بجے پر اس کے الارم کو ملا دیا جس سے وہ گھڑی ٹھیک دو بجے بولی
اب ان گنواروں کی حیرت اور بڑھ گئی لیکن مشاہدہ کا انکار نہیں کر سکتے تھے اسواسطے
اوس سابق اصول میں اتنی اور وسعت کی کہ رات کے دو بجے بھی گھڑی میں آواز از خود
پیدا ہونا ممکن ہے اس کے لئے کسی جاندار فاعل کی ضرورت نہیں پھر اسنے کہا کہ ہمارے
پاس ایک گھڑی ایسی ہے جس سے دن اور تاریخ بھی معلوم ہوتا ہے مہینہ بھر تک ہر روز
کا دن اور تاریخ وہ الگ الگ بتاتی ہے کہنے لگے کہ ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں
کیا چاند سورج لگے ہوئے ہیں کہ سورج نکلتا ہے تو دن ہو جاتا ہے اور چاند نکلتا ہے
تو تاریخ شروع ہو جاتی ہے یہ تو خدائی دعوے ہیں اوس نے ایسی گھڑی لاکر سامنے
رکھدی جس میں تاریخ کی سوئی بھی تھی اور کہا دو چار دن دیکھ لو یہ سوئی ایک دن رات
میں ایک نمبر ہٹے گی پورے مہینہ میں ایک چکر کرے گی جب ایک دو دن دیکھ لیا
تو اس کے بھی انکار کا موقع نہ رہا اور اب اوس اصول میں اتنی وسعت اور کی کہ گھڑی
میں دونوں تینوں آوازوں کے ساتھ تاریخ معلوم ہونا بھی ممکن ہے یہ بھی کوئی تعجب کی
بات نہیں۔ پھر اوس نے ایک ایسی گھڑی دکھائی جس میں سال بھی معلوم ہوتا تھا
انکو اور زیادہ تعجب ہوا لیکن جب کہ پہلی باتیں سب مشاہدہ کر چکے تھے اس واسطے
انکار نہ کر سکے اور اوس اصول میں اتنی وسعت اور کی کہ جس چیز کا نام گھڑی ہو اوس سے
سال کا معلوم ہونا بھی کوئی تعجب نہیں ہے۔ گھڑی کے نام میں یہ اثر ہے کہ اتنی عجیب
اور خارج از عقل باتیں ہو سکتی ہیں اور جس چیز میں گھڑی کا نام نہ لگا ہو اوس میں ایسی
صنعتیں نہیں ہو سکتیں کیونکہ گھڑی کے نام میں یہ اثر ہے گھڑی کے اندر طبیعت تو عجیب
ہے وہ اپنے کام کرتی ہے اور گھڑی میں بھی اس سے زیادہ کوئی صنعت نہیں ہو سکتی۔
اوس شخص نے کہا کہ ارے بیوقوفو ابھی تو تم نے ایک ادنے سی یوروپ کی کاریگری دیکھی ہے
یہ وہ ذلیل صنعت ہے جسکو یوروپ میں گنوار سے گنوار بھی تعجب کی نظر سے نہیں
دیکھتا اور گھڑیوں کی وہاں وہ کثرت ہے کہ جوتوں تک میں اور انگوٹھیوں پر لگی ہوئی

(۳) ہیں اور طرح طرح کی اور صنعتیں او نہیں ہیں. تم تو اوس ذلیل صنعت ہی کو دیکھ کر حیرت میں رہ گئے وہاں کی بڑی صنعتیں تمہاری سمجھ میں کیا آئیں گی جیسے ریل کہ بلا گھوڑے اور بیل کے چلتی ہے اور موٹر کہ بلا آگ کے چلتی ہے اور ہوائی جہاز کہ بلا ہڑک کے چلتا ہے اور ہوا میں اڑتا ہے اور بجلی کی گاڑی کہ بلا آگ اور کوئلہ اور تیل کے صرف کشش سے دوڑتی ہے اور بجلی کی روشنی کہ بلا تیل بتی کے نہایت صاف دن کی طرح چمکتی ہے اور لطف یہ ہے کہ اس میں گرمی بھی نہیں اور تار کہ ہزاروں کوس کی خبر کھڑے کھڑے منگالو اور ٹیلی فون کہ تمام دنیا سے اس طرح بات کرلو. جیسے کوئی سامنے کھڑا ہے اور وائرلیس ٹیلی گراف جس سے بلا تار کے دنیا کے اِس سرے سے اوس سرے تک خبر بھیجا دو وغیرہ وغیرہ۔ اسکو سنکر وہ سب گنوار چلا اٹھے کہ یہ پاگل ہے اتنک تو خدائی دعوے کرتا تھا اب اس سے بھی آگے بڑھ گیا کبھی خدا نے بھی تو ایسی ترکیب نہیں رکھی کہ یہاں سے بیٹھے بیٹھے سو دو سو کوس تک آواز پونہچ جاوے کوس دو کوس بھی نہیں پہنچتی ایک گنوار بولا کہ ہاں جی اس کا دماغ خراب ہے اس سے پوچھو کہ اگر کوئی آواز ایسی ہے جو ساری دنیا میں پونچ جاتی ہے تو اس سے تو ساری دنیا کے کان پہٹ جاویں گے اور سننے والے سارے مرجائیں گے ذرا سا بادل نرٹختا ہے تو سہار نہیں ہوتی کلیجے پھٹے جاتے ہیں بعض وقت عورتوں کے حمل گرجاتے ہیں۔ حالانکہ بادلوں کی آواز چار پانچ کوس سے زیادہ نہیں جاتی پہر جو آواز اتنی بڑی ہوگی کہ دنیا بہر میں پہنچ جاوے اس سے دنیا کیوں نہیں جانے گی اور ساری دنیا کے عورتوں کے حمل کیوں نہیں گرجائیں گے اور یہہ کہتا ہے کہ یورپ میں ایسی آواز ہے تو وہ ہمیں کبھی کیوں نہیں سنائی دیتی دنیا میں تو ہم بھی ہیں۔ غرض ان تمام باتوں پر ان گنواروں کو ایسا تعجب ہوا کہ سبنے ملکر یہی فیصلہ کیا کہ یہ شخص پاگل ہے اس نے جواب دیا کہ پہلے تم گہڑی کو بھی یہی کہتے تہے کہ اس میں کہٹ کہٹ کی آواز بلا کسی جاندار بولنے والے کے کیسے پیدا ہوسکتی ہے اسکو میں نے دکھا دیا پہر گھنٹہ بجنے پر تم نے تعجب کیا وہ بھی دکہا دیا پہر الارم پر تعجب کیا وہ بھی دکھا دیا پھر تاریخ پر تعجب کیا وہ بھی دکھا دیا یہ باتیں تمہاری سمجھ میں کیسے آگئیں اور سچ پوچھو تو سمجھ میں اب بھی نہیں آئیں ہاں دیکھنے سے

(۳) یقین ہوگیا اور تعجب جاتا رہا۔ مگر حقیقت نہیں سمجھہ میں آئی اگر حقیقت سمجھہ میں آگئی ہے تو ایک گھڑی تم بنا کے تو دکھا دو۔ اس کا جواب اِن کے پاس کچھ نہیں تھا سوا اسکے کہ مرغ کی ایک ٹانگ ہانکتے رہے اور یہ ہی کہتے رہے کہ چل تیری باتیں حد ا دعوے ہیں کل کو اگر تو یہ کہنے لگا کہ ہم آسمان زمین بھی بناتے ہیں اور چاند سورج نکالتے ہیں تو کیا ہم ایسے بیوقوف ہیں کہ تیری باتوں کو مان لیں گے انسانوں کی سی باتیں کرو جو چیزیں خدا نے بھی نہیں بنائیں وہ مت بنا اس کا جواب اس کے پاس کچھ نہ تھا سوائے اس کے کہ الزامی جواب تو یہ دیا کہ گھڑی کے متعلق تم بھی ہر صنعت یہ کہتے تھے کہ ناممکن ہے اور میں نے سب کو ممکن کر کے دکھا دیا پھر تمہارا کیا منہ ہے کہ کسی بات کو ناممکن کہو۔ اور تحقیقی جواب یہ دیا کہ میرے ساتھ دو چار آدمی یوروپ چلو وہاں اپنی آنکھ سے سب چیزیں دیکھ لینا۔

ناظرین بالتمکین یعنے تعلیم یافتہ حضرات میری اس طول طویل تقریر سے ملول نہ ہوں نہ اپنے خلاف شان سمجھیں بلکہ نظر انصاف سے دیکھیں کہ اون کی حالت ایسی ہی ہے یا نہیں جن کرامات اور معجزات و عجائبات قدرت سے یہ چونکتے ہیں اور اون کو اپنی سمجھہ سے باہر دیکھ کر اون میں ایسی تاویلیں کرتے ہیں جو حد تحریف تک پہونچ جاتی ہیں جب تحقیق کریں گے تو اپنی حالت کو بالکل اون دیہاتیوں کی حالت پر منطبق پائینگے جو پہلے گھڑی کو دیکھ کر چونکے جب کچھ اوسکی آواز سے وحشت دور ہوئی تو من گھڑت ایک اصول وضع کیا کہ گھڑی میں آواز پیدا ہوسکتی ہے یہ کچھ تعجب کی بات نہیں۔ جب کوئی دوسری صنعت دیکھی تو اول تو چونکے لیکن ذرا وحشت دور ہونے پر اس امکان کے دائرہ کو اور وسیع کیا کہ یہ صنعت بھی گھڑی میں ہوسکتی ہے۔ جب اوس سے بڑھکر اور کوئی صنعت دیکھی تب پھر وحشت ہوئی مگر تکرار مشاہدہ سے وہ بھی کم ہوئی اور اوس دائرہ امکان کو اور وسیع کرنا پڑا اور کہا کہ یہ صنعت بھی ہوسکتی ہے۔ لیکن ہنوز گھڑی ہی کے چکر میں اونکی عقل ہے۔ ریل اور موٹر اور تار برقی اور ہوائی جہاز۔ اور وارلس ٹیلیگراف وغیرہ دیگر صنعتوں کے امکان تک دماغ اون کا نہیں پہونچتا۔

(باقی)

١٦٥

قال علی رضی اللہ عنہ لا یفضلنی احد علی ابی بکر و عمر الا جلدتہ حد المفتری

علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ کو ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) پر کوئی شخص فضیلت نہ دے ورنہ میں اسکو وہ سزا دونگا جو مفتری کو دیجاتی ہے (استیعاب جلد ۱)

مسروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی محبت اور ان دونوں کو افضل سمجھنا سنت سے ہے۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا علم

آپ تمام صحابہ میں سب سے بڑے عالم اور ذکی تھے۔ تہذیب میں نووی فرماتے ہیں کہ علماء نے آپ کے وفور علم پر صحیحین کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ خدا کی قسم اگر کوئی شخص نماز و زکوۃ میں کچھ بھی فرق بتلائے گا تو میں اسکو قتل کردوں گا کیا انہوں نے مجھ کو مجبور خیال کر لیا ہے۔ جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وہ ادا کیا کرتے تھے اگر وہ اس میں ذرہ بھی کمی کرینگے تو میں ان سے مقاتلہ کے لیے تیار ہوں۔ شیخ ابو اسحاق نے اس سے استدلال کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ عالم تھے کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جب کبھی کسی مسئلہ میں توقف ہوتا تھا تو وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کرتے تھے جو کچھ آپ کی رائے ہوتی تھی مباحثہ کے بعد وہی جواب ہوتا تھا اور صحابہؓ اسی کی طرف رجوع کرتے تھے۔ بشیر بن سعید نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت کرکے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ پڑھا اور اس میں فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک نیک بندے کو دنیا و آخرت کے درمیان میں اختیار دیا ہے کہ وہ خواہ دنیا میں رہے خواہ آخرت کو اختیار کرے۔ (یعنی اللہ کے یہاں چلا جائے) سو اس بندہ نے آخرت کو پسند کر لیا۔ یہ سنکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہا کاش ہم اپنے ماں باپ آپ پر قربان کردیں ہم کو ان کے رونے سے سخت تعجب ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو سرسری طور پر ایک شخص کا حال بیان کر رہے ہیں کہ اسے اختیار دیا گیا ہے۔ اس میں

رونے کی کیا بات ہے مگر بعد میں معلوم ہوا جو کچھ اس میں رمز تھا کہ وہ عبد خبیر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اس کو فقط ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا علم پا سکتا تھا۔ اسیواسطے وہ ہم سب میں بڑے عالم تھے (بخاری ومسلم)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کون شخص لوگوں کو فتوی دیا کرتا تھا آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما۔ کیونکہ ان دونوں کے سوا اور کوئی زیادہ عالم نہ تھا ابن کثیر فرماتے ہیں کہ کلام اللہ کا علم آپ کو سب سے زیادہ تھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نماز میں صحابہ کا امام بنایا تھا اور حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا ہے کہ قوم کا امام قرآن شریف کا سب سے زیادہ جاننے والا ہونا چاہیے حاکم محمد بن منکدر سے انہوں نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ہم ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں تھے کہ آپ کے پاس قبیلہ عبد القیس کے وفد آئے انمیں سے بعضوں نے کچھ گفتگو کی اور عمدہ تقریر کی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جانب متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا اے ابوبکر! جو کچھ انہوں نے کہا تم نے سُنا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں اے رسول اللہ میں نے (سب سنا) سمجھ لیا۔ پھر آپ نے فرمایا تو تم ان کو (انکی بات کا) جواب دو حضرت جابر کہتے ہیں کہ پھر حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے وفد عبد القیس کی بات کا جواب دیا اور اچھا جواب دیا۔ ان کا جواب سنکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے۔ پھر فرمایا اے ابوبکر اللہ تعالی نے تمہیں رضوان اکبر عطا فرمائی کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ رضوان اکبر کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ قیامت میں اللہ تعالی اپنے بندوں کے لیے عام تجلی فرمائے گا اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے لیے خاص تجلی فرمائے گا۔ نیز حاکم نے سعید بن جُبیر سے اُنہوں نے ابو الدرداء سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر خطبہ پڑھا جب آپ خطبہ سے فارغ ہوئے تو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے ابوبکر! اب تم خطبہ پڑھو چنانچہ حضرت ابوبکر کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے خطبہ پڑھا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ سے مختصر خطبہ پڑھا جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ سے فارغ ہوئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے

فرمایا کہ اے عمر اب تم بھی خطبہ پڑھو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی خطبہ پڑھا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ سے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خطبہ سے مختصر خطبہ پڑھا۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجنے کا ارادہ کیا تو آپ نے ایک مجلس شوریٰ قایم فرمائی جس میں علاوہ دیگر حضرات صحابہ کے حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، اُسید بن حضیر (رضی اللہ عنہم) بھی موجود تھے تمام صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) ہی کی رائے سے اتفاق کیا مجھ سے بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے بھی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے سے موافقت کا اظہار کیا اسوقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی کو یہ گوارا نہیں کہ ابوبکر غلطی کریں (طبرانی)

ابن اسامہ کے یہ الفاظ ہیں کہ اللہ تعالی کو آسمان پر یہ گوارا نہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زمین پر غلطی کریں طبرانی کے بھی یہی الفاظ ہیں (تاریخ الخلفاء)

آپ سب سے زیادہ فصیح مقرر تھے اور اچھی تقریر کرتے تھے چنانچہ حاکم نے موسیٰ بن عقبہ سے اُنھوں نے سعد بن ابراہیم سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے مجھ سے ابراہیم بن عبد الرحمن ابن عوف نے بیان کیا ہے کہ عبد الرحمن بن عوف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور محمد بن مسلمہ نے حضرت زبیر کی تلوار توڑ ڈالی تھی پھر حضرت ابوبکر کھڑے ہوئے اور اونہوں نے خطبہ پڑھا اور یہ معذرت آمیز تقریر کی کہ خدا کی قسم کبھی تھوڑی دیر کے لیے بھی مجھے حکومت کی خواہش نہیں ہوئی اور نہ مجھے خلافت کی کچھ رغبت تھی اور نہ میں نے ظاہر و باطن میں کبھی اللہ عزوجل سے خلافت کو طلب کیا بلکہ میں نے فتنہ کا اندیشہ (کر کے خلافت کو قبول) کیا حالانکہ مجھے حکومت میں کوئی راحت نہیں بلکہ میں نے (اسوقت) ایک ایسے بڑے امر (کے بار) کو (اپنے سر پر) اٹھا لیا کہ بدون اللہ عزوجل کی تائید کے مجھے کوئی طاقت اس (بار کے اٹھانے) کی نہیں ہے اور میں (اب بھی) چاہتا ہوں کہ کوئی شخص جو مجھ سے زیادہ اس کام پر قدرت رکھتا ہو وہ آج میری جگہ (اس کام پر) مقرر ہو جائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس بات کو سب مہاجرین نے تسلیم کر لیا (یعنی مان لیا کہ بے شک آپ کو خلافت کی خواہش

نہ تھی تو آپ نے اس کے حاصل ہونے کی کوشش کی) ۔ نیز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ جو انہوں نے بیعت خلافت لینے کے بعد پڑھا ان کی فصاحت اور حسن تقریر کو عیاں کر رہا ہے وہ خطبہ یہ ہے۔

ایھا الناس قد ولیت امرکم ولست بخیرکم انما انا متبع ولست بمبتدع فان احسنت فاعینونی وان زغت فقوّمونی فان الصدق امانة والکذب خیانة والضعیف فیکم قوی عندی حتی ارد علیه حقه ان شاء الله والقوی فیکم عندی ضعیف حتی اخذ الحق منه ان شاء الله لا یدع الجهاد قوم فی سبیل الله الا ضربهم الله بالذل ولا تشیع الفاحشة فی قوم الا عمهم الله بالبلاء اطیعونی ما اطعت الله ورسوله فان عصیت الله ورسوله فلا طاعة لی علیکم قوموا الی صلاتکم یرحمکم الله (لطائف اخبار الاول صفحہ ۳۳)

اے لوگو! میں تمہارا والی مقرر کیا گیا ہوں (اور اس میں کوئی شک نہیں کہ) میں تم سے بہتر نہیں میں متبع سنت ہوں بدعتی نہیں اگر میں اچھا کام کروں تو میری مدد کرو اور اگر بدی کا مرتکب ہوں تو مجھے ٹھیک بناؤ صدق امانت ہے اور کذب خیانت۔ تمہارے گروہ کا کمزور شخص اس وقت میری نظروں میں زوردار ہے جب تک کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا حق اسے نہ دلا دوں اور تم میں کا زور والا میرے نزدیک اس وقت تک کمزور ہے جب تک کہ میں اس سے حق کو حاصل کر لوں (تم میں سے کوئی شخص جہاد کو ترک نہ کرے کیونکہ) جو قوم اسکو چھوڑ دیتی ہے خداوند کریم اسکو ذلت میں مبتلا کر دیتے ہیں اور جس قوم میں فحش شائع ہوگا اللہ تعالیٰ اس قوم کو بلائے عام میں مبتلا فرماویں گے۔ جب تک میں خدا اور رسول کی اطاعت کرتا رہوں تم بھی میرے مطیع رہو اور جس وقت میں اس امر سے باہر ہو کر نافرمانی کروں تو تم پر بھی میری اطاعت واجب نہیں۔ پس اب تم اپنی نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ مجھ پر ایمان لائے ان سب میں مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مال اور صحبت اچھی معلوم ہوتی ہے اگر میں اپنے اللہ کے علاوہ کسیکو دوست بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا لیکن ان کی اخوۃ اسلامی اور سچی محبت میرے دل میں ہمیشہ رہے گی (نوٹ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس قوم میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) موجود ہوں وہاں کوئی دوسرا شخص سوائے آپ کے امامت نہیں کر سکتا۔ (باقی آئندہ)

۸۲

یادگار صالحین

اس جہل و ضلالت کے زمانہ میں جبکہ اہل اسلام مذہبی معلومات اور دینی کتب کے مطالعہ سے یکسو ہوچلے ہیں سخت ضرورت ہے کہ انکو دینی معلومات کی واقفیت کیساتھ یادگار صالحین و بزرگان دین کے حالات و واقعات کا بھی مطالعہ کرایا جائے جو دینی معلومات کیلیے اعانت کا کام دیگا خصوصاً ان بزرگان حقہ کا جن کے نام سے شاید ہی اس زمانہ میں کوئی ہستی ناواقف ہو کیا اسوقت مولانا محمد اسمعیل صاحب شہید دہلوی و حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ و حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ و مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی قدس سرہٗ وغیرہ بزرگان کے اسمائے گرامی سے کوئی ہستی ناواقف نکل سکتی ہے ہرگز نہیں ان حضرات کے حالات کے سچے اور صحیح ہونے کے لیے جناب امیر شاہ خانصاحب مرحوم متوطن قصبہ رجہ تنعیم بلند ہوی کی زبان سے نکلے ہوئے ہونیکے ساتھ حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرفعلی صاحب مدظلہ کے حواشی کی تزئین نور علی نور کا کام کررہی ہے جن اوراق میں ان حضرات کے واقعات جمع کیے گئے ہیں انکا نام امیر الروایات فی جلیب الحکایات رکھا گیا ہے اس مختصر اشتہار میں اس کتاب کی کماحقہ تولیف ناممکن ہے پوری کیفیت کتاب کے ملاحظہ سے معلوم ہوسکتی ہے۔ قیمت ایکروپیہ محصول ڈاک چار آنے۔

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں نہایت جامع اور مستند کتاب

یہ وہ کتاب ہے جسکے زمانہ تالیف میں باوجودیکہ اطراف و جوانب میں وبا پھیل رہی تھی مگر اسکی برکت سے تھانہ بھون محفوظ رہا۔ وبا کے زمانہ میں جن مکانین میں یہ پڑھی جاتی ہے وہ مکان محفوظ رہتا ہے

قیمت ایکروپیہ آٹھ آنے (عہ)

مجموعہ واقدی۔ یعنی مغازی الرسول فتوح الشام فتوح المصر و فتوح العجم یہ عجیب و غریب مجموعہ ہے مگر ہے پرانی زبان میں۔ قیمت چھ روپے۔

تاریخ حبیب آلہ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر سوانح عمری معہ غزوات وغیرہ قیمت ۸/

قصص الانبیاء کلاں۔ قیمت دو روپے۔ . . . . . . عا

حکایات الصالحین۔ قیمت آٹھ آنے

نزہتہ البساتین۔ قیمت تین روپے آٹھ آنہ

تذکرۃ الاولیاء مؤلفہ شیخ فریدالدین عطار رح قیمت دو روپے آٹھ آنہ (عہ)

فردوس آسیہ۔ جسمیں خلفاء راشدین و ائمین کے حالات نہایت وضاحت سے جمع کیے ہیں قیمت عہ

تھانہ بھون ٹاؤن

یعنی

قصبہ تھانہ بھون کا جدید اسٹیشن

تھانہ بھون میں جو ریل آئی ہے تو ریلوے لائن تو قصبہ سے بہت قریب ہو کر گذری ہے مگر بعض وجوہ سے ریلوے اسٹیشن ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر بنا تھا۔ اہل قصبہ اسیوقت سے برابر کوشش کر رہے تھے کہ چونکہ ریلوے لائن قصبہ سے صرف ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ہے لہذا ایک مختصر اسٹیشن مسافروں کے لئے یہاں بھی بنا دیا جاوے۔ خدا کا شکر ہے کہ اب ریلوے نے اُس درخواست کو منظور کر لیا اور ایک جدید اسٹیشن قصبہ کے قریب بنا دیا ہے۔ اگرچہ ابھی اسٹیشن امتحاناً بنایا گیا ہے مگر امید ہے کہ انشاء اللہ عنقریب مستقل ہو جاوے گا۔ لیکن مستقل ہونے سے پہلے بھی مسافر اس جدید اسٹیشن سے سفر کر رہے ہیں لہذا عام اطلاع کے لیے شائع کیا جاتا ہے کہ جو حضرات تھانہ بھون آنا چاہیں وہ تھانہ بھون ٹاؤن کا ٹکٹ لیں اور سہارنپور کیطرف سے آنے والے حضرات تھانہ بھون کے قدیم اسٹیشن پر نہ اتریں بلکہ اُسکے آگے یہ جدید اسٹیشن آتا ہے اسپر اتریں اور شاہدرہ کی طرف سے آنے والے حضرات ہینڈ اسٹیشن کے بعد جو اسٹیشن آوے اُسپر اتر جاویں اُن کو قدیم اسٹیشن پر جانیکی ضرورت نہیں ہے کرایہ شاہدرہ کیطرف سے آنے والوں کے لئے تو وہی ہے جو قدیم اسٹیشن کا تھا اور سہارنپور سے آنے والے حضرات کے لیے کچھ زیادتی ہوئی ہے جو ٹکٹ بانٹنے والے سے جب تھانہ بھون ٹاؤن کا ٹکٹ طلب کیا جائے گا تو وہ بتا دے گا۔

المعلن

مدیر "الہادی" دہلی